یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہؑ

پاکستان

۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزّماں ادرکنیؑ

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

DvD Version

لبیک یا حُسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

www.ziaraat.com

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

NOT FOR COMMERCIAL

عباس زیدی
188-88

انیس بہر سری کے نوحوں کا مجموعہ

انیسِ کربلا

حصہ اوّل

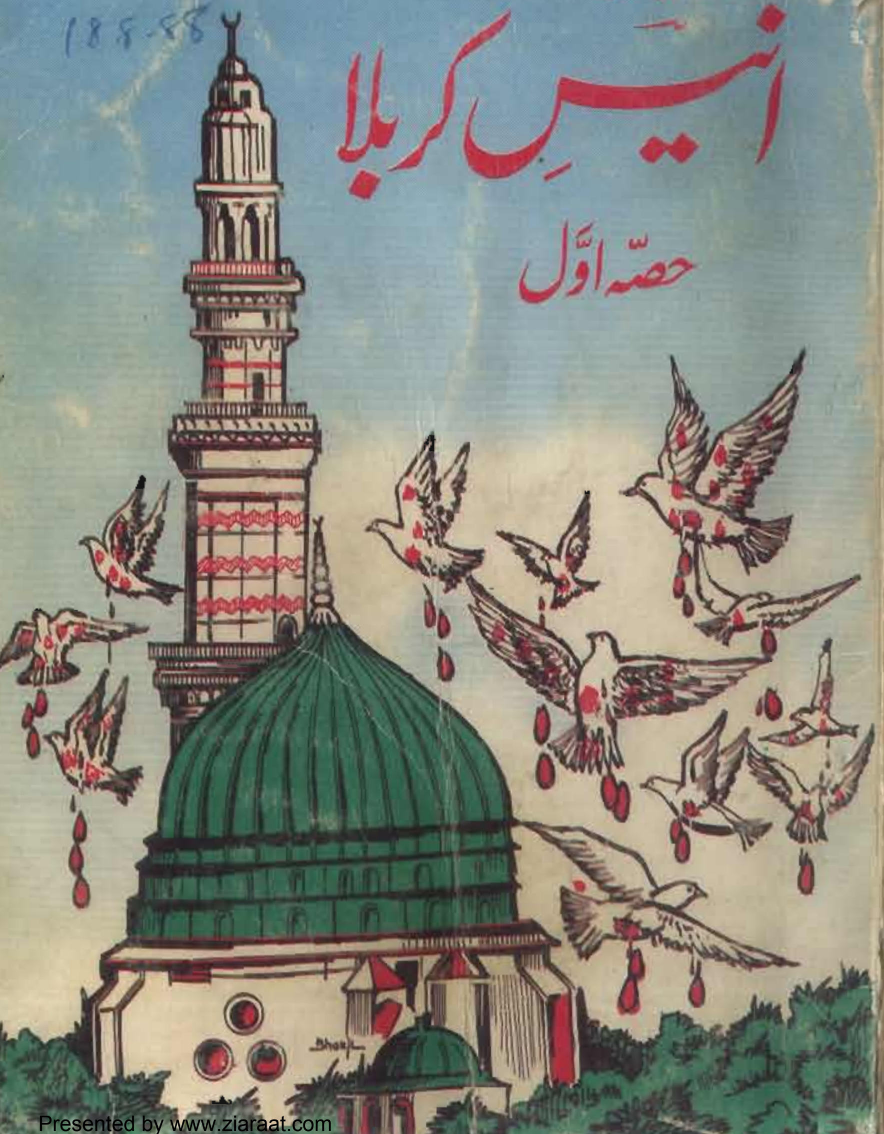

Presented by www.ziaraat.com

تاریخ وار مرثیوں کا مجموعہ

سوزِ کربلا

انیسؔ دبیرؔ و دیگر شعراء کرام کے معرکۃ الآراء مرثیوں کا انتخاب

مرتبہ: سید حسین عباس زیدی

حصہ اوّل: شہادتِ رسولِ خداؐ، شہادتِ حضرت علیؑ، شہادت جناب سیدہؑ، انہدام جنت البقیع، شہادت امام حسنؑ اور سفر امام حسینؑ کے آغازِ سفر سے شام غریباں تک کے تاریخ وار مرثیوں کا مجموعہ

سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ صفحات ۳۵۲ قیمت/۳۰ روپے

حصہ دوم: اسیری اہلبیتؑ سے قافلے کی مدینہ واپسی تک اور امام محمد باقرؑ سے امام حسن عسکریؑ تک کے مسلسل تاریخ وار مرثیوں کا مجموعہ

سائز: ۲۳×۳۶/۱۶ صفحات ۴۳۲ قیمت/۳۵ روپے

ملنے کا پتہ

احمد بک ڈپو۔ رضویہ سوسائٹی کراچی

انیس کربلا

حصہ اوّل

جناب سید شبیہ احمد انیس صاحب بہسری کے

معرکتہ الآرا نوحہ جات کا تاریخوار مجموعہ

مرتبہ

سید حسین عباس زیدی

قیمت

ناشر

احمد بک ڈپو۔ رضویہ سوسائٹی کراچی ۱۸

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	مطلع	درحال	انجمن	صفحہ نمبر
۱۲	عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے	سفرِ امام حسینؑ	فدائے اہلبیت	۴۷
۱۳	ہیں میرے دونوں لال کہاں	پسرانِ مسلمؑ	غمخواران عباسؑ	۵۱
۱۴	زینبؑ نے سر پہ پوچھا کر کے بکا	〃	عون و محمد	۵۳
۱۵	ہلال ماہ محرم پہ جو پڑ گئی نظر	چاندرات	غمخواران عباسؑ	۵۷
۱۶	سو جا اصغر بچارے سو جا	شب عاشور	فدائے اہلبیتؑ	۶۱
۱۷	اصغرؑ کو لوری دیتی رہی ماں یہ رات بھر	〃	ماسٹر غلام عباس	۶۳
۱۸	آمادۂ دیں بجا اجازت کوئی دشوار نہیں	〃	دستہ ناصران حسینؑ	۶۶
۱۹	کہتی تھی ماں یہ جھولا جھلا کر	〃	غمخواران عباسؑ	۶۸
۲۰	لپٹی سمروں سے کرتی تھی معصوم یہ بکا	صبح عاشور و شہادت امام حسینؑ	〃	۷۰
۲۱	کوئی نہ تھا جو کرتا سوارِ سرور کو		〃	۷۱
۲۲	ہل من ناصر ینصرنا		فدائے اہلبیتؑ	۷۵
۲۳	لوٹے تھے کیا میں جواب خط دختر لکھوں	〃	تنظیم الحسینی	۷۷
۲۴	تا خیرت لو نامہ پہنچا	〃	لشکر عباس	۷۹
۲۵	مرحبا سید ابرار حسین ابن علی	〃	ناصران حسینؑ	۸۰
۲۶	اے مومنو حسینؑ کا ماتم بپا کرو	〃	جعفر طیار	۸۳
۲۷	کہرام عجب آل محمد میں بپا ہے	〃	غمخواران عباسؑ	۸۵
۲۸	دیں کا علم ہے زینب مضطر کے ہاتھ میں	〃	—	۸۷

نمبر شمار	مطلع	درحال	انجمن	صفحہ نمبر
۲۹	سید کو یہاں بلا کے ستایا	صبح عاشور و	معین الملت	۸۸
۳۰	اس الم میں کہ جو حضرت نے نہ پایا پانی	شہادت امام حسینؑ	غلام عباسؑ	۸۹
۳۱	الوداع اے بے وطن	〃	غمخواران عباسؑ	۹۱
۳۲	شاہ دیں تنہا ہیں رن میں گرد فوج شام ہے	〃	تنظیم الحسینی	۹۳
۳۳	سب سے چھپ کر شرم سے کبریٰ	حضرت قاسمؑ	تنظیم الحسینی	۹۴
۳۴	غضب کا آیا ہے قاسم شباب سہرے میں	〃	فدائے اہلبیتؑ	۹۶
۳۵	خیمے سے نکلا دلبر فروا پئے رضا	〃	〃	۹۷
۳۶	زینب لپٹ کے روئیں عباس کے علم سے	حضرت عباسؑ	تنظیم الحسینیؑ	۱۰۲
۳۷	ہو گیا مرنا ستم عباسؑ کا	〃	غمخواران عباسؑ	۱۰۳
۳۸	ہائے علمدار شہ کربلا	〃	〃	۱۰۴
۳۹	حضرت عباسؑ ہیں شیر نیستان وفا	〃	—	۱۰۶
۴۰	وفا کے شہر کے معمار حضرت عباس	〃	تبلیغ امامیہ	۱۰۸
۴۱	غش میں ہیں زینب و کلثوم سنبھالو عباس	〃	ناصران حسینؑ	۱۰۹
۴۲	حیف تجھ پہ فرات کے پانی	〃	〃	۱۱۱
۴۳	کہتے تھے یہ عباس سکینہ سے کہ دلبر	〃	تنظیم الحسینی	۱۱۲
۴۴	آتی تھی یہ خیمے کے در سے صدا عباس، عباس	〃	غمخواران عباس	۱۱۵
۴۵	میرا اکبر ہے کہاں	حضرت علی اکبرؑ	فدائے اہلبیتؑ	۱۱۸

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	مطلع	در حال	انجمن	صفحہ نمبر
۴۶	اے میرے لال اکبر آواز دو کہاں ہو	حضرت علی اکبرؑ	فدائے اہلبیتؑ	۱۲۰
۴۷	رن سے پلٹ کر اے میرے اکبر تم نہیں آئے	"	حیدری علی بستی	۱۲۲
۴۸	برچھی سے جگر چھید ا ہم شکل پیمبر کا	"	—	۱۲۴
۴۹	نور نظر کہاں ہے لخت جگر کہاں ہے	"	فدائے اہلبیتؑ	۱۲۵
۵۰	ٹھہرو نہ ابھی جاؤ	"	ناصران حسین	۱۲۹
۵۱	لڑنے کے لیے رن میں جو فرزند سدھارے	عون و محمد	ناصر العزاء	۱۳۱
۵۲	آؤ آؤ اے ننھے اصغر آؤ	حضرت علی اصغر	گلزار محمدی	۱۳۳
۵۳	اصغر میرا کیوں نہیں آیا	"	"	۱۳۴
۵۴	بانو یہ کہتی تھی رو کر آجاؤ	"	"	۱۳۵
۵۵	کہتی تھی رن میں بانو یہ رو کر	"	تنظیم الامامیہ	۱۳۶
۵۶	سوکھی زباں لبوں پہ اصغر پھرا رہا ہے	"	—	۱۳۸
۵۷	ننھے مجاہد رن میں جا کر تم نہیں آئے	"	غمخواران عباس	۱۳۹
۵۸	ہائے اصغر تجھے کہاں پاؤں	"	"	۱۴۳
۵۹	آؤ آؤ اصغر آؤ	"	لشکر عباس	۱۴۵
۶۰	بانو نے کہا آگ میرے دل کی بجھا دے	"	فدائے اہلبیت	۱۴۶
۶۱	شرمائے گی زینبؑ مر جائے گی زینبؑ	حضرت زینبؑ	تنظیم البنجتنی	۱۴۷
۶۲	ثانیٔ زہرا بہت گھبرا رہی ہے کیا کرے	کے بین	شیدائے اہلبیت	۱۴۸

نمبر شمار	مطلع	در حال	انجمن	صفحہ نمبر
۶۳	کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب	حضرت زینب	—	۱۵۰
۶۴	اک باپ کو پیاری ہے	کے بین	گلزار محمدی	۱۵۲
۶۵	عجیب یاس ہے حسرت ہے بینوائی ہے	"	معین الملت	۱۵۶
۶۶	بعد شہ زینبؑ دلگیر نے کیا کیا دیکھا	"	غلام عباسؑ	۱۵۸
۶۷	ہائے کس طرح کٹی شام غریباں زینبؑ	"	غمخواران عباسؑ	۱۶۰
۶۸	ہائے سیدہ زینبؑ	"	"	۱۶۲
۶۹	رن میں کرتی تھی زینب یہ نوحہ	"	تنظیم الحسینی	۱۶۴
۷۰	ٹھہر جا شمر ٹھہر جا ابھی خنجر نہ چلا	"	فدائے اہلبیت	۱۶۶
۷۱	ہیں میرے عمو کہاں	حضرت سکینہ کے	غمخواران عباسؑ	۱۶۸
۷۲	یہ واقعہ ہے محرم کی گیارہ کا بخدا	بین و شہادت	"	۱۷۰
۷۳	قدم قدم پہ ملی کربلا سکینہ کو	"	استاد امانت علی	۱۷۴
۷۴	عمو بھی نہیں آئے بابا بھی نہیں آئے	"	غمخواران عباسؑ	۱۷۶
۷۵	کہتی تھی یہ شہ کی دختر	"	ناصران حسینؑ	۱۷۷
۷۶	تھا سکینہ کے یہ لب پر مرے بابا بابا	"	"	۱۷۹
۷۷	زنداں کے اندھیرے میں	"	"	۱۸۱
۷۸	زینب نے کئے بین یہ مرقد سے لپٹ کر	اربعین	غمخواران عباسؑ	۱۸۳
۷۹	رونے کو جائے بانوئے مضطر کہاں کہاں	چہلم	تبلیغ امامیہ	۱۸۵

Presented by www.ziaraat.com

نمبر شمار	مطلع	درحال	انجمن	صفحہ نمبر
۸۰	لاشۂ سرور پہ زینب پکاری	چہلم	تنظیم الحسینی	۱۸۶
۸۱	چہلم ہے اس دلگیر کا	"	معین الملت	۱۸۸
۸۲	لکھا ہے قافلے کی واپسی کا یوں احوال	قافلے کی مدینے	فدائے اہلبیت	۱۹۰
۸۳	کہتی تھی روکر زینبؑ کبریٰ	واپسی	تنظیم الحسینی	۱۹۵
۸۴	تو کرنہ قبول آنے کو اس طرح ہمارے	"	غمخواران عباس	۱۹۸
۸۵	جاتی ہے سوئے وطن ہمشیر سرفد الوداع	"	—	۲۰۰
۸۶	رورو کے غم ہجر میں مر جاؤں گی بھیا	حضرت فاطمہ صغرا	غمخواران عباسؑ	۲۰۲
۸۷	آجاؤ آبھی جاؤ میرے پردیسی بیرن	"	ناصران حسینؑ	۲۰۵
۸۸	اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے	"	گلزار محمدی	۲۰۷
۸۹	چالیس برس روتے نہ کیوں عابدِ مضطر	امام زین العابدینؑ	غلام عباس	۲۰۹
۹۰	فضہ اپنے حجرے میں کرتی تھی یہ آہ و بکا	حضرت فضہ	فدائے اہلبیت	۲۱۰

انیس بھرسری کی عزائی شاعری

سید آل محمد رزمی

حضرت شبیہہ احمد انیسؔ کی عزائی شاعری کا ایک خاص لہجہ ہے اور اس لہجہ میں دو واضح سطحیں ہیں جن میں ایک کی امتیازی خصوصیت سوز یقین، علوئے فکر اور سلیقہ اظہار ہے۔ اور دوسری خصوصیت ان کا اخلاق و انکسار، عاجزانہ و مشفقانہ ملائمیت و نرمی ہے۔

زیر نظر کتاب "انیسِ کربلا" ان کی اہلبیت سے عقیدت اور اندازِ فکر کا اظہار ہے۔ بظاہر وہ ایک غیر مطمئن اور مضطرب دنیا کے باسی ہیں۔ اور ان کی فکر بھی کسی غیر معمولی انسان کی فکر نہیں ہے لیکن غمِ حسینؑ نے انہیں جو سکون قلب بخشا ہے اور جو دولتِ فکر عطا کی ہے وہ ان کی شاعری کا جوہر ہے۔ یہ جوہر پیرائہ اظہار میں ڈھل کر ان کی فطرت کے اضطراب کی وجہ سے متحرک ہو جاتا ہے تو ان کا تصور تاثرات کی صورت گری کرنے لگتا ہے اور وہ اپنے محسوسات کو اپنے ممدوح حضرت امام حسین علیہ السلام کی عظمت و جلالت کے روپ میں دیکھتا ہے۔ ان کا ممدوح (حسینؑ)

Presented by www.ziaraat.com

تاریخ کی وہ زندۂ جاوید شخصیت ہے جس نے باطل کے شبستانوں میں شمع حق روشن کی۔ تاریخ انسانی کا وہ باب جسے قیامت تک پڑھا جاتا رہے گا۔ وہ عظیم مسلک جسے اپنا کر ہر باشعور، باضمیر اور حساس انسان خوشی محسوس کرتا ہے۔ کبھی ان کی پرواز فکر کربلا کے تپتے ہوئے صحرا تک پہنچتی ہے جہاں خانوادۂ نبوت کے لہو رنگ پھول بکھرے ہوئے ہیں۔

کربلا کی ویرانی اور اہلبیت کی بے سر و سامانی، صدائے العطش سہمے ہوئے بچے، جلے ہوئے خیمے اور اجڑی ہوئی گودیں ان کے ذہن و دل کو دریا دریا کر دیتی ہے اور وہ راہ خدا میں نقد دل اور گوہر جاں نثار کرنے والوں کا نوحہ کہتے ہیں۔

ہائے کس طرح کٹی شام غریباں زینب
کتنا پُر ہول تھا کربل کا بیاباں زینب
بھوک اور پیاس جفاؤں پہ جفا تنہائی
کتنی دشوار تھی یہ گردش دوراں زینب

ان کے نوحوں میں تخلیقی تجزیے کی آنچ صاف محسوس کی جا سکتی ہے

نوحہ پر ایک نظر

نوحہ کے لغوی معنی ہیں بین، فریاد، آہ و فغاں، رونا رلانا، نالہ و شیون کے ہیں نوحہ کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے جتنی انسانی تاریخ۔ قتل ہابیل پر حضرت آدم علیہ السلام کا نوحہ تاریخ کائنات کا پہلا نوحہ ہے۔ ہابیل کے نوحہ سے لے کر دور قطب شاہی اور دور قطب شاہی سے لے کر عصر حاضر تک نوحہ کی تاریخ بڑی طویل ہے لیکن اصل میں نوحہ کو عروج واقعات کربلا کے بعد ملا ہے اور اس واقعہ میں نوحہ کے لیے تمام لوازمات موجود ہیں۔ اس عظیم واقعہ نے انسانی زندگی پر اس کے گہرے اثرات مرتب کئے ہیں جس سے فکر و نظر کا معیار بدل گیا۔ زندگی کی غائت اور وجدان کی اساس بدل گئی۔ حیات انسانی کے انداز اور خیر و شر کا مفہوم بدل گیا۔ آج نوحہ کا تصور ہمارے ذہنوں میں واقعات کربلا سے پیدا ہوتا ہے دامن قرطاس میں اتنی گنجائش نہیں کہ نوحہ کے مختلف ادوار کا تاریخی تجزیہ کیا جا سکے اور نہ ہی اس وقت یہ میرا موضوع ہے

عزائی شاعری میں نوحہ کا مقام

اردو کی عزائی شاعری میں جہاں دیگر اصناف سخن میں گرانقدر اضافے ہوئے ہیں وہیں نوحہ بھی اردو اصناف سخن میں ایک نئی اضافت کا حامل ہے جسے مرثیہ نے پیدا کیا ہے، نوحہ کی تاریخ بھی مرثیہ کی طرح

Presented by www.ziaraat.com

قدیم ہے۔ نوحہ اور غزل کا انداز تقریباً ایک جیسا ہے۔ نوحہ میں مظلوم کی داستانِ غم، خونِ ناحق، بے کسی کی موت یا کسی دردناک واقعہ کو نظم کیا جاتا ہے۔ نوحہ کہنے والے کربلا کے دردناک واقعات کو نظم کر کے رنج و غم اور حزنیہ پہلو سے سننے اور پڑھنے والوں کے لیے رقت اور دلگدازی کا سامان بہم پہنچاتے ہیں لیکن اصل میں واقعات کربلا اور حادثات شہادت کا اشاری اظہار مقصود ہوتا ہے۔ ہمارے عزائی نوحہ میں ایک اصطلاح مخصوص نوحے کی بھی ہے۔ جس میں کسی ایک واقعہ یا ایک شہید کے حالات شہادت اور اس کی بے کسی و مظلومیت کا بیان ہوتا ہے۔ نوحہ میں غزل کی ہیئت تو پائی جاتی ہے لیکن اسلوب نہیں نہ ہی استعارے و تشبیہ سے کچھ زیادہ کام لیا جاتا ہے۔ اس کا بیان سلیس، سادہ، سلجھا ہوا اور عام فہم ہوتا ہے۔ اس میں اظہارِ مظلومیت، دعوتِ غم، تبلیغ اور دنیا کے باضمیر انسانوں کے لیے حق و مظلومیت کی حمایت کے لیے اپیل کا پہلو بھی نمایاں ہوتا ہے چونکہ نثر کے مقابلے میں نظم زیادہ موثر ہوتی ہے لہذا نوحہ کہنے والوں نے تائید حق اور طلب رحم کے لیے مظلوموں کی سرگزشت مخلصانہ انداز میں بیان کر کے مودّت کا حق ادا کیا ہے۔ نوحے میں غمزدہ دلوں کے لیے ایک خاص قسم کی انشراح ملتی ہے۔ یہ نوحے سوالیہ،

مکالمہ اور مستزاد بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ انیس پہرسری صاحب کے اس نوحے سے بھی بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

زینب نے کہے بین یہ مرقد پہ پہنچ کر ——— اٹھو میرے بھیا
ہم آئے ہیں بازاروں میں درباروں سے ہو کر ——— اٹھو میرے بھیا

اس طرح تبلیغی نوحوں میں نغمانہ عناصر کا التزام بھی کرنا پڑتا ہے اردو ادب میں دورِ قطب شاہی سے لے کر آج تک بے شمار شعراء نے اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے لیکن جو مقام حضرت فضل لکھنوی اور حضرت نجم آفندی کو حاصل ہوا وہ کسی کو بھی حاصل نہیں ہوا۔ عہد حاضر میں بھی بے شمار شعراء اس صنف میں طبع آزمائی کر رہے ہیں۔ ان طبع آزمائی کرنے والوں میں انیس پہرسری کو منفرد مقام حاصل ہے۔

انیس پہرسری کی عزائی شاعری

انیس پہرسری نے واقعات کربلا کو تاریخی ترتیب کے ساتھ پیش کر کے درد و الم کے زندہ لمحوں کو گرفت میں لا کر ان کی معنویت کو اجاگر کیا ہے۔ ان کے نوحوں میں کسی شعری نگارشات کا تتبع نہیں۔ نہ ہی انھوں نے کسی کے اسلوب کو اپنانے کی کوشش

Presented by www.ziaraat.com

کی ہے۔ اگرچہ انھوں نے نوحے کی صنف میں نئے سورج نہیں اگائے لیکن انفرادیت اور نیا پن پیدا کر کے نئی نسل کو متاثر ضرور کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کراچی کی مشہور ماتمی انجمنیں آپ کا کلام پڑھتی ہیں۔ جس کی بازگشت پورے پاکستان میں سنائی دیتی ہیں۔ خصوصاً کراچی کی مشہور انجمن غمخواران عباس کے صاحب بیاض اور پاکستان کے معروف و منفرد نوحہ خواں علی ضیا صاحب (جن کی آواز میں حساس ذہنوں کے لیے بھرپور کرب اور دردمند دلوں کے لیے بھرپور تاثر پایا جاتا ہے) نے آپ کے نوحوں کو پڑھ کر تاریخی حیثیت کا حامل بنا دیا ہے

انجمن فدائے اہلبیت، انجمن تنظیم الحسینی اور کراچی کی دیگر انجمنیں آپ کے نوحے پڑھ کر سننے والوں کو اشک افشانی پر مجبور کر دیتی ہیں۔ انیس پہرسری محض الفاظ کی اہتمام گری نہیں کرتے بلکہ پوری عقیدت، پوری ارادت پورے فہم پورے شعور اور پورے ادراک کے ساتھ خلوص دل کا خراج پیش کر کے خراج تحسین حاصل کرتے ہیں۔ انھوں نے یہ نوحے اپنی معلومات اور تجربے کے بل بوتے پر اردو ادب کی عزائی شاعری کی ترقی یافتہ رفتار کو مدنظر رکھتے ہوئے کہے ہیں اور جذباتی و نفسیاتی اور تہذیبی تقاضوں کو بدرجہ اتم پورا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نوحوں میں عقیدت کے ساتھ فکری اور فنی کاوشیں بھی اپنے عروج پر نظر

پر آتی ہیں۔ انھوں نے واقعات کربلا کے دردناک غم انگیز کوششوں کو اس طرح پیش کیا ہے کہ جو ذہن کو مسحور اور آنکھوں کو اشکبار کرتا ہے۔ انھوں نے یہ نوحے محض کاوش کے زور پر نہیں کہے بلکہ ان کی شاعری کا محرک اہلبیت سے ان کی عقیدت اور جذبات کی صداقت ہے۔ ان کے نوحوں میں تنوع، تاریخ، تاثر تسلسل، فکر و احساس، حسرت و یاس، خلوص و محبت، شعور اور ادراک ذہنی ردعمل، ترتیب و تہذیب اور اچھوتا اسلوب پایا جاتا ہے۔

انیس پہرسری کی شاعری کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ وہ الفاظ کے انتخاب پر پوری توجہ دیتے ہیں۔ ان کی شاعری کی ایک خصوصیت ان کے کلام کی فصاحت بھی ہے۔ فصاحت ایک ایسا مادی نظریہ ہے جس کی تائید ذوق صحیح سے ہوتی ہے۔ فصاحت سے مراد یہ ہے کہ کلام میں جو الفاظ استعمال کیے جائیں ان میں ہر لفظ بجائے خود ایسا ہو جس کے تلفظ میں زبان کو دقت نہ ہو بلکہ متکلم کی زبان اور مخاطب کی سماعت پر ڈھلتا چلا جائے۔ انیس پہرسری کے نوحے بڑے غم انگیز اور بلند پایہ ہیں۔ جن میں تخلیقی ترفع مقصد ترویج عزا، مقصدیت، شعریت اور عزاداران حسین میں مقبولیت سبھی کچھ ہے۔ آج ان کے یہ نوحے "ہائے چچا جان میرے

Presented by www.ziaraat.com

"ہیں میرے دونوں لال کہاں" "ننھے مجاہد رن میں جا کر تم نہیں آئے"،
"سو جا اصغر پیارے سو جا" اے فاتح جنگ کرب وبلا، آجاؤ برادر
عباس دلاور۔ اصغر۔ اصغر۔ ہر چھوٹے بڑے عزادار کی زبان پر
ہیں۔ امید ہے کہ عزادارانِ حسینؑ ان کے سابقہ نوحوں کے مجموعہ کی
طرح اس مجموعے کی بھی پذیرائی فرما کر شاعر اہلبیت حضرت انیس پھرسری
کی ہمت افزائی فرمائیں گے۔

والسلام
آلِ محمد رزمی

نوحہ نمبر ۱

پسِ خیام یہ کرتا ہے کون شب میں بکا

پسِ خیام یہ کرتا ہے کون شب میں بکا
تڑپ کے زینب کبریٰ نے شاہ سے پوچھا
کلیجہ پھٹتا ہے سن سن کے اس کے نالوں کو
کچھ اتنے کرب سے کرتی ہے بین وہ دکھیا
کہا حسینؑ نے آواز ماں کی بھول گئیں
وہی تو کرتی ہیں بیچین ہو کے واویلا
کیا ہے ہم نے سفر جب سے ساتھ ہیں اماں
ہوئی ہیں پھر نہ کہیں پر بھی ایک پل کو جدا
کیا سوال بصد یاس پھر یہ زینب نے
بتاؤ کس لیے اماں کے لب پہ ہے نوحہ
بتاؤں کس طرح مادر ہیں کس لیے مغموم
ہے خوف سن کے نہ پھٹ جائے آپ کا سینہ
سنا تھا نانا سے بابا نے نام جس بن کا
اسی مقام کو کہتے ہیں دشتِ کرب وبلا

Presented by www.ziaraat.com

بہن سنو میں سناتا ہوں حال کچھ ماں کا
ہے دشتِ خونی میں گریاں جگہ جگہ زہرا

پکڑ کے بازوؤں کو اپنے اشک برساتی
کبھی فرات پہ جاتی ہیں وہ برہنہ پا

پھر اک مقام پہ دل تھام لیتی ہیں ایسے
کسی نے مارا ہو جیسے کلیجے میں نیزہ

میانِ دشت ہیں گردن کو یوں دبائے ہوئے
گلے پہ مارا ہو جیسے کسی نے تیرِ جفا

کہیں پہ گرتی ہیں اٹھتی ہیں اور چلتی ہیں
پڑا ہوا ہے سرِ دست جیسے کچھ بکھرا

نشان دوسرِ مقتل کبھی بناتی ہیں
اور ان پہ کرتی ہیں گریہ تو ہلتا ہے صحرا

پھر اک نشیب میں جاتی ہیں خاک اڑاتی ہوئی
وہاں پہ کرتی ہیں بالوں سے سنگ ریزہ جدا

گریباں چاک سوئے شام و کوفہ جاتی ہیں
نہ سن سکو گی جو اس دم ہے حال مادر کا

حسین کرتے تھے زینب سے ماں کا حال بیاں
انیس ہوتی تھیں غش سن کے ثانیٔ زہرا

نوحہ نمبر ۲

کروں کہاں سے مصائب کی ابتدا زہرا

کروں کہاں سے مصائب کی ابتدا زہرا
کبھی بھی ہو نہ سکی غم کی انتہا زہرا

پہاڑ سر پہ تو دن مثلِ رات ہو جاتے
ہوئی جو بعد پدر آپ پر جفا زہرا

گرایا آپ پہ در اور جلا دیا گھر کو
اسی وجہ سے تو محسن ہوئے جدا زہرا

ترے مزار کو تاراج ظالموں نے کیا
قضا کے بعد بھی تم پر ہوئی جفا زہرا

تمام چھوٹے بڑے تین دن سے کرب میں
تڑپ رہے تھے نہ پانی تھا نہ غذا زہرا

ہزار نہصد و پنجاہ زخم کھانے کے بعد
تمہارے پیارے کا سوکھا گلا کٹا زہرا

دیا نہ پانی بہاتے رہے زمیں پہ عدو
پیاسے تڑپا کئے تیرے دلربا زہرا

Presented by www.ziaraat.com

برہنہ سر کیا درّے لگائے زر لوٹا
تمھارے گھر میں در آئے تھے اشقیا زہرا

تمھاری پوتی کے جس وقت چھن رہے تھے گوہر
یہ لگ رہا تھا کہ محشر بپا ہوا زہرا

گلے میں طوقِ گراں اشقیا نے پہنایا
یہ دی تھی عابدِ بیمار کو دوا زہرا

سمیٹے دامنِ عصمت میں بازوئے عباسؑ
لبِ فرات ہیں یوں صاحبِ عزا زہرا

دیا یہ اجرِ رسالت پدر کا بیٹی کو
دوبارہ آپ کا کربل میں گھر جلا زہرا

برہنہ سر غمِ تازہ طویل اس پہ سفر
وہ کیسے زینبِ مضطر نے طے کیا زہرا

کبھی مدینے کبھی کربلا کبھی کوفہ
تلاش کرتی ہیں پیاروں کو جا بجا زہرا

یہ دارِ فانی ہے اس کے لیے طلب کیسی
انیسؔ کو ہو عطا دائمی بقا زہرا

نوحہ نمبر ۳

جو بعدِ نبی فاطمہؑ پہ ظلم و جفا ہے

جو بعدِ نبی فاطمہؑ پہ ظلم و جفا ہے
بنیاد یہی واقعہ کرب و بلا ہے

کیا عدل اسے کہتے ہیں بیٹی سے پدر کا
اک باغ تھا جو ظالموں نے چھین لیا ہے

رونے پہ جفا ہوگی کسی بیٹی پہ اک دن
گریہ سے یوں ہی فاطمہ کو روکا گیا ہے

اٹھنے لگیں شعلے نہ کہیں گھر سے نبیؐ کے
کیونکر درِ زہرا سے دھواں اٹھنے لگا ہے

کچھ دیکھ رہی ہیں سرِ دربار یہ آنکھیں
سب بیٹھے ہیں اور کنبہ محمد کا کھڑا ہے

یہ ذبح کریں گے بخدا آلِ نبیؐ کو
محسن کی شہادت سے زمانے پہ کھلا ہے

حیدر سا جری دیکھ کے کرنے لگا نالے
وہ زخم نہاں کیسا تھا جو دیکھ لیا ہے

Presented by www.ziaraat.com

ہوتا ہے عیاں گردنِ حیدر کی رسن سے
زنجیر سے بیمار کوئی جکڑا ہوا ہے
واں لاشۂ فرزندِ نبیؐ کردیا پامال
یاں قبرِ نبیؐ زادی کو مسمار کیا ہے
کہتے ہیں انیسؔ آلِ محمد کے ہیں ہم بھی
پھر ظلم دجفا کس لیے سوطرح روا ہے

نوحہ نمبر ۴

نفس نفس پہ علیؑ کو پکارتے رہنا

علیؑ کو بحرِ مدد نوح نے پکارا ہے
یہی تو ڈوبتی کشتی کا اک سہارا ہے
مصیبتوں کے سمندر کا یہ کنارہ ہے
علی کا نام ہمیں زندگی سے پیارا ہے
علیؑ کے نام پہ ہستی گذارتے رہنا

کہا نبیؐ نے علیؑ کو یہ کلِّ ایماں ہیں
علی ہیں شیرِ خدا اور مردِ میداں ہیں

محبِ علیؑ کے اسی واسطے وہ نازاں ہیں
علیؑ کے حسن کے فضائل عدو پریشاں ہیں
علیؑ کے ذکر پہ جاں اپنی وارتے رہنا

محب علی کے لیے جائیں یہ سعادت ہے
یہی ہے اجرِ رسالت یہی مودت ہے
ہماری مجلس و ماتم بھی اک عبادت ہے
زمانے والوں کو اسی واسطے عداوت ہے
ہمارا کام ہے بگڑے سدھارتے رہنا

لحد میں مردے کو جس وقت ہم لٹاتے ہیں
خدا کے بعد میں اسمِ نبیؐ سناتے ہیں
امام بارہ ہیں شانہ ہلا بتاتے ہیں
بنا کے قبر مکرر اسے جتاتے ہیں
علیؑ علیؑ ہی زباں سے پکارتے رہنا

ہجومِ غم میں کسی وقت بھی نہ گھبرانا
رہے زباں پہ سدا کربلا کا افسانہ
پیامِ سبطِ نبیؐ اس طرح سے دہرانا
کبھی جو کشتی اسلام ڈوبتی پانا
لگا کے نعرۂ حیدر ابھارتے رہنا

Presented by www.ziaraat.com

نہ چھیڑ جنگِ جمل کے کسی فسانے کو
جو کچھ ہوا ہے وہ معلوم ہے زمانے کو
جہاں بھی کوئی اٹھا دینِ حق مٹانے کو
علی ہی آئے ہیں اسلام کے بچانے کو
علی کا کام ہے کافر کو مارتے رہنا

ہر اک عالمِ ہستی ہے عالمِ شبیرؑ
علم ہے دینِ محمد کا پرچمِ شبیرؑ
ہمارا مقصدِ تخلیق ہے غمِ شبیرؑ
رہے ہر حال میں جاری یہ ماتمِ شبیرؑ
حسن حسین سے ایماں نکھارتے رہنا

شہید جب کہ ہوئے رن میں سیدِ مظلوم
مثال جس کی نہیں ایسی تھی لعینوں میں دھوم
پکاریں پیٹ کے سر اپنا زینب و کلثوم
صدا یہ دیتی ہیں مقتل سے فاطمہ مغموم
ہر ایک صبر کی منزل سنوارتے رہنا

وہی علی جسے کہتے ہیں فاتحِ خیبر
فدا عبادتِ کونین جس کی ضربت پر

وصیِ احمدِ مختار شہرِ علم کا در
انیسؔ شافعِ روزِ حشر ہیں جس کے پسر
اسی کے نام پہ ہستی کو وارتے رہنا
نفس نفس پہ علی کو پکارتے رہنا

نوحہ نمبر ۵

انیسویں رمضان کو اک حشر بپا ہے

انیسویں رمضان کو اک حشر بپا ہے
دامادِ نبی سجدے میں مقتول ہوا ہے

تھا فجر کے پہلے ہی تو سجدے میں ابھی سر
چھپ کر بنِ ملجم نے جو اک وار کیا ہے

دو پارہ ہوا فرقِ علی ضربِ لعیں سے
مابینِ زمیں آسماں اک شور اٹھا ہے

سن کر یہ صدا ہاتفِ غیبی کی بصد غم
حسنین نے رخ مسجدِ کوفہ کا کیا ہے

پہنچے جو نہی مسجد میں پسر دیکھا یہ عالم
جاری ہے لہو سر سے نقاہت بھی سوا ہے

Presented by www.ziaraat.com

حسنین کو دیکھا تو یہ فرمایا علیؑ نے
گھر لے چلو اب جلد نہ کچھ دیر روا ہے
آجائے نہ زینب کہیں مسجد میں نکل کر
اک شور فغاں میں نے قیامت کا سنا ہے
القصہ سوئے خانۂ زہرا چلے لے کر
انبوہ خلائق کا بھی اک ساتھ چلا ہے
نزدیک ہوئے گھر سے تو کہنے لگے حیدر
ساتھ آئے ہیں ان سے یہ کہو جائیں بجا ہے
اب خانۂ زہرا کا رقم کیسے ہو احوال
اک حشر بپا نالہ و شیون سے ہوا ہے
آلودہ بہ سم تیغ تھی ملجم کی
جراحوں نے یہ فیصلہ رو رو کے دیا ہے
ممکن ہی نہیں ہو سکیں اس تیغ سے جانبر
نزدیک جدائی ہے یہی حق کی رضا ہے
مسکین و یتیموں کے مددگار کا مت پوچھو
انیسؔ کا اور بینؔ کا دن کیسے کٹا ہے
اکیسویں لکھوں تاریخ کو آئی جو قیامت
کس طرح لکھوں منہ کو جگر آنے لگا ہے

حسنین کو تلقین تو زینب سے وصیت
فرما چکے جب مرتضیٰ تو کرب بڑھا ہے
یہ کہتے ہوئے غیر ہوا حال علی کا
کچھ دیر میں وہ حق کا ولی حق سے ملا ہے
غش کھاتی تھیں کلثوم کہیں اور کہیں زینب
حسنین کا بھی غم سے برا حال ہوا ہے
بیوہ و مساکین و یتیموں کا ہے انبوہ
جو در پہ سینہ و سر پیٹ رہا ہے
اے مومنو سر پیٹو کرو گریہ و زاری
جو بعد نبی مولا تھا وہ آج اٹھا ہے
ماتم سے نہ رغبت ہے نہ مطلب ہے بُکا سے
کہتا ہے انیسؔ اپنے کو اور دور کھڑا ہے

نوحہ نمبر ۶

شب چاک گریباں سحر گریہ کناں ہے

شب چاک گریباں سحر گریہ کناں ہے
مخلوق خدا مائل فریاد و فغاں ہے

Presented by www.ziaraat.com

ماں بین زمیں آسماں محشر کا سماں ہے
انیسویں رمضان کا یہ حال بیاں ہے
تاریخ وہ ہے جو کہ قیامت سے نہیں کم
اے مومنو سر پیٹو کرو گریہ و ماتم

فارغ جو تہجد سے ہوئے فاتح خیبر
اور صحن میں آئے جونہی حجرے سے نکل کر
بس قصد کیا ہی تھا ابھی جانے کا باہر
ہو تا کہ ادا فجر کا وہ فرض مقرر
مرغابیوں نے گھیر لیا حق کے ولی کو
دروازے پہ جانے نہیں دیتی تھیں علی کو

کھولے تھیں وہ منقار عجب طرز بیاں تھا
ہر اک کی آنکھوں سے یم اشک رواں تھا
دل غم سے نسیم سحری کا بھی دھواں تھا
اس کرب کے آثار سے یہ صاف عیاں تھا
لپٹی ہوئی پاؤں سے جو یہ کرتی ہیں فریاد
دامن میں سحر کے ہے یقیناً کوئی بیداد

گویا ہوئے مرغابیوں سے حیدر کرار
اس انس کی دے تم کو جزا خالق غفار

نالے نہ کرو صبر کرو اے میری غمخوار
جو وقت معین ہے وہ ٹلتا نہیں زنہار
دامن کو میرے چھوڑ دو یوں اشک نہ برساؤ
مسجد میں مجھے جانے دو دروازے سے ہٹ جاؤ

اس حکم کے پاتے ہی غرض ہو گئیں مجبور
اور ہٹ کے کھڑی ہو گئیں دروازے سے کچھ دور
منقار زمیں پر وہ پٹکتی رہیں رنجور
فریاد و فغاں جاری رہی لب پہ بدستور
القصہ چلے گھر سے علی مسجد کوفہ
صد چاک تھا انیسویں کی فجر کا سینہ

پہنچے جونہی مسجد میں علی دیکھا یہ منظر
اوندھا پڑا سوتا ہے عرب اک زمیں پر
جب اس کے قریں پہنچے تو گویا ہوئے حیدر
اُٹھ پیرو ابلیس شقی اور ستمگر
معلوم ہے سب آیا ہے تو کس لیے کوفہ
کس کام کے کرنے کا یہاں پر ہے ارادہ

یہ کہہ کے اذاں دینے لگے خلق کے مولا
محراب عبادت میں ہوئے زیب مصلےٰ

Presented by www.ziaraat.com

مصروف ہوئے طاعتِ حق میں شہ والا
تھی فجر کی پہلی ہی رکعت پہلا ہی سجدہ
تلوار عقب سے ابنِ ملجم نے لگائی
دو پارہ کیا سر کو جبیں تک اتر آئی

سر پیٹ کے کہتے تھے نمازی کہ اے جلاد
کیا کر دیا یہ خانۂ حق میں ستم ایجاد
کی حق کے ولی پر یہ بھلا کس لیے بیداد
فریاد ہے فریاد ہے فریاد

اس شورِ فغاں کو سنا حسنین نے جس دم
مسجد کو چلے گھر سے وہ کرتے ہوئے ماتم
حسنین نے آلودہ خوں باپ کو پایا
وہ بین کیے جس سے کہ منہ کو جگر آیا
پھر ایک چٹائی پہ غرض ان کو لٹایا
غمخوار دں نے زخمی شہ صفدر کو اٹھایا

گھر لائے مبادا کہیں حالت نہ بگڑ جائے
سر کھولے ہوئے ثانیِ زہرا نکل آئے
نزدیک ہوئے گھر سے جو نہی نفسِ پیمبر
فرمایا حسنؑ سے یہ قریں اپنے بلا کر

لازم ہے بجا ہوش رکھوائے میرے دلبر
سب گریہ کناں ہوئیں گی سیدانیاں در پر
نامحرموں کے کانوں میں آوازیں نہ جائیں
ان دوستوں کہہ دو کہ اب جائیں پھر آئیں

داخل ہوئے جب گھر میں پسر باپ کو لے کر
واں نالہ و شیون سے بپا ہو گیا محشر
تھامے ہوئے تھی بیٹی کوئی پاؤں کوئی سر
آہستہ سے حجرے میں لٹایا انھیں جا کر
تھا وردِ زباں وا علیا آہ دُکھا میں
آوازہ یہی گونجتی تھی ارض و سما میں

دیکھی سرِ حیدر کی جو جراح نے حالت
سینے کو لگا پیٹنے طاری ہوئی رقت
ہوش آیا تو کہنے لگا ہے زہر کی شدت
نزدیک ہے اب نفسِ پیمبر کی شہادت
آلودہ تھی تلوار وہ سم میں جو لگائی
سب جسم میں پھیلا ہے اثر حق کی دہائی

لائے یہ سخن لب پہ جو کچھ سنبھلی طبیعت
شبرؑ کو بلاؤ کہ کروں ان کو وصیت

Presented by www.ziaraat.com

سب کنبے کو سونپا انھیں باحالتِ عجلت
بڑھتی رہی ہر سانس کی آمد پہ نقاہت

بے چین نگاہوں سے عیاں صاف تھا پیغام
کچھ ڈھونڈ رہے ہیں یا کوئی رہ گیا ہے کام

حالت ذرا سنبھلی تو یہ فرمایا مکرر
شبیر کہاں ہے مرا زہرا کا گلِ تر
عباسؑ کو بھی لاؤ میرے پاس بلا کر
ان دونوں کو بھی دینا ہے پیغام بٹھا کر

آقا ہے حسین اس کا وہ ہے خادمِ شبیر
اس حکم کی مٹنے نہیں پائے کبھی تحریر

عباس نے یہ سنتے ہی سر اپنا جھکایا
قدموں پہ نبی زادے کے پھر خود کو گرایا
شبیر نے جھک کر انھیں جلدی سے اٹھایا
اعضائے بدن چوم کے سینے سے لگایا

فرمایا یہ بھائی ہے میرا شیر وفادار
سقائے سکینہ میرے لشکر کا علمدار

یہ سنتے ہی حیدر پہ جو رقت ہوئی طاری
کچھ ہچکیاں اس عرصے میں آئیں کئی باری

زینب نے یہ دیکھا تو وہ رو رو کے پکاری
یوں چھوڑ کے تنہا نہ ہمیں جائیے واری

لوگو میرے بابا کو بچا لو کوئی آکر
بچ جائیں اگر یہ مجھے صدقہ کرو آکر

اے مومنو سر پیٹو قیامت ہوئی برپا
انیسؑ کا اور بیسؑ کا دن کرب میں گذارا
اکیسویں تاریخ قیامت کا سماں تھا
ہر شخص تھا ماتم کناں ہر لب پہ تھا نالہ

ظالم نے غضب کعبۂ ایمان کو ڈھایا
جو بعد نبی مولا تھا وہ ہم سے چھڑایا

اکیسویں رمضان ہے کیا سب کو بتاؤ
آداب رفاقت کے زمانے کو سکھاؤ
جو گزری ہے روداد وہ اک اک کو سناؤ
احمدؐ کا وصی مار گیا سوگ مناؤ

ہو جاتے ہیں چہروں سے عیاں حزن کے آثار
چھپتا نہیں لاکھوں میں انیس آپ کا غمخوار

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر

آتی ہے گردوں سے یہ پیہم صدا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

آتی ہے گردوں سے یہ پیہم صدا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا
خانۂ حق میں یہ غضب ہو گیا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

غم سے ہیں زینب نڈھال
کھولی دیئے سر کے بال
کہتی ہیں یہ پُر ملال
دیکھو تو بابا کا حال
دیتے ہیں جبرئیل یہ کیسی ندا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

خاک پہ ہیں جلوہ گر
کہتی ہیں سر پیٹ کر

پھٹتا ہے میرا جگر
کوئی تو لائے خبر
گھر میں خدا کے یہ ستم کیا ہوا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

دیکھو تو حسنین جاؤ
بابا کو گھر میں تو لاؤ
کیسا لگا سر پہ گھاؤ
مجھ کو خدارا بتاؤ
پوچھو تو جرّاح سے ہو گی شفا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

نشترِ غم دل پہ کھائے
دوڑ کر حسنین آئے
دیکھ عجب حال ہائے
خوں میں ہیں بابا نہائے
فرش سے تا عرش ہے محشر بپا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

سر کو جو دیکھا فگار
رو دیئے بے اختیار

Presented by www.ziaraat.com

کہتے تھے یہ بار بار
ہائے شہِ ذوالفقار
چاک گریباں بصد غم کیا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

ہائے قیامت ہوئی
تیغ ستم کی چلی
مارا علیؑ ولی
گریاں ہے روحِ نبیؐ
کیسی لعیں نے کی جور و جفا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

کہتی ہیں ام البنین
ہائے امامِ مبین
کیا کروں میں دل حزیں
کوئی بھی پرساں نہیں
ہو گئے کس وقت میں مولا جدا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

کیسی یہ آئی سحر
موت کی پیغامبر

روتا ہے سب گھر کا گھر
قتل کی پاکر خبر
اٹھ گیا کونین کا حاجت روا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

اے میرے زخمی امام
تم پہ درود و سلام
خوب کی تبلیغ عام
دے دیا قاتل کو جام
ہوگا نہیں ایسا کوئی پیشوا
قتل ہوئے سجدے میں شیرِ خدا

نوحہ نمبر ۸

خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

لپٹ کے بولی پدر سے دختر۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا
پچھاڑیں کھاتا ہے دیکھو گھر بھر۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا
جو زخم سر میں ہے درد پیہم۔ دوبارہ سر میں لگا دوں مرہم
دکھاؤں جراح کو بلا کر۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

Presented by www.ziaraat.com

کہیں تو قبرِ نبی پہ جاؤں ۔ لحد پہ اماں کی ہو کے آؤں
سناؤں ان کو یہ حال جا کر ۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

نہ مجھ سے کچھ بھی چھپاؤ بابا ۔ نہ اتنا بھی آزماؤ بابا
عیاں تو احوال کر دو مجھ پر ۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

فگار سینہ ہے اس الم سے ۔ کلیجہ آتا ہے منہ کو غم سے
عجیب بارِ گراں ہے دل پر ۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

ذرا تو آنکھوں کو کھولو بابا ۔ خدارا کچھ منہ سے بولو بابا
حسین روتا ہے کیا تڑپ کر ۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

حسن کی ہیں سسکیاں نمایاں ۔ پھٹا ہے کلثوم کا گریباں
نہ روٹھو ایسے میں ہم سے یکسر ۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

ذرا عباس کو سنبھالو ۔ قریب اپنے اسے بلا لو
فغاں ہے اس کی بھی لبوں پر ۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

نہ اب ہیں اماں نہ اب ہیں نانا ۔ ہوا ہے دشمن یہ سب زمانہ
نہ روٹھو ایسے میں ہم سے یکسر ۔ خموش کیوں ہو بتاؤ بابا

پدر کا کیسا اٹھ گیا ہے سایہ ۔ یتیم کیا ہم ہوئے خدایا
انیس گریہ کناں تھے سن کر ۔ خموش کیوں ہو بتا یا بابا

نوحہ نمبر ۹

جن و ملک و دشت و جبل پھول اور کلی

جن و ملک و دشت و جبل پھول اور کلی
کرتے ہیں بعد حمد وظیفہ علی علی
ہے آج کائنات میں کچھ ایسی بے کلی
جیسے کہ اٹھ رہا ہو جہاں سے کوئی ولی

تحریر کر رہا ہوں وہ پُر درد واقعہ
جو کچھ کہ میں نے خود ہے پڑھا اور یا سنا

گردش سے شور آہ و بکا گونجنے لگا
سجدے میں قتل ہو گیا داماد مصطفےٰ

ماہ صیام کی شبِ انیس آہ آہ
آئے صحن سے حجرے سے جس وقت مرتضےٰ

دیکھا اٹھا کے جانب گردوں علی نے سر
باقی ہے شب کے ہونے کو ہے جلد ہی سحر

مرغابیاں صحن میں جو بیٹھی تھیں جا بجا
کچھ شور کر کے جمع ہوئیں آ کے ایک جا

Presented by www.ziaraat.com

یہ جو گروہ پھر اکٹھا ہوئیں کرنے التجا
مولا نے سمجھا کہنے سے پہلے ہی مدعا

فرمایا کچھ نہ غم کرو اس دل ملول کا
یہ وقت تو ہے مرضیٔ رب کی حصول کا

ہٹ جاؤ در سے توڑ دو باندھا ہوا حصار
اس طرح سے بکا نہ کرو ہو کے بے قرار
مارو نہ فرشِ خاک پہ سر اپنا بار بار
دے صبر اس الم کے اٹھانے کو کردگار

زینب نے سن لیا جو تمہارا یہ شور شین
کلثوم کے وہ ساتھ کرے گی غضب کے بین

یہ ذکر تھا ہوا جو سپیدِ سحر عیاں
موقوف اپنا مولا نے فوراً کیا بیاں
اور گھر سے سوئے خانۂ حق ہو گئے رواں
گلدستۂ اذان پہ جاکر کہی اذاں

قاتل کو اپنے خود ہی جگایا پئے کرم
فرمایا اٹھ نماز کو اے بانیٔ ستم

کہہ کر یہ اس کو پہنچے جو جائے نماز پر
صف بستہ مقتدی ہوئے سب آ کے خوش سیر

ہونے لگی نماز جماعت کی بے خطر
اول رکعت کے سجدے میں جیسے جھکایا سر

ملجم کے بیٹے نے کیا سر پر وہ کاری وار
سجدے سے سر اٹھا نہ سکے شاہِ ذوالفقار

سر پیٹو مومنو کہ قیامت کا ہے مقام
روزے میں قتل کر دیا کونین کا امام
مصروف گریہ آلِ محمد ہوئے تمام
زینب کو پرسہ دینے کا یوں کیجئے اہتمام

ماتم کے داغ سینے پہ اور لب پہ ہو بُکا
ہر سوگوار غم کا ہو پیکر بنا ہوا

اب کر رہا ہوں بیسویں رمضان کا بیاں
آثارِ کرب مولا کے چہرے سے تھے عیاں
گریہ کناں تھیں حالتِ حیدر پہ بیبیاں
زینب کی تھی زیادہ ہر اک بی بی سے فغاں

زینب کے نالے سن کے بڑھا اور اضطراب
حسنین کو بلا کے یہ ان سے کیا خطاب

باہر جو مجمع در پہ عیادت کو ہے کھڑا
کہہ دو یہ ان سے سن لیں اس آواز کو ذرا

Presented by www.ziaraat.com

گونجے گی ایک روز یہاں پھر یہی صدا
اس وقت پاس کرنا اگر ہو سکے روا
ہو گی عجیب حال میں سب عترت رسول
سر پر ردا نہ ہو گی پڑی ہو گی سر پہ دھول
یہ کہتے کہتے آنکھوں میں منظر وہ پھر گیا
رنج و الم سے زرد ہوا چہرہ شاہ کا
اہلِ حرم نے دیکھا جو یہ حالِ مرتضےٰ
پھر ایک بار اور قیامت ہوئی بپا
مولا نے دیکھا کھول کے آنکھیں ادھر ادھر
فرمایا سب ہیں کس لیے اس درجہ نوحہ گر
تلقین صبر مولا نے کی اور کیا سوال
لاؤ بلا کے ہے کہاں شبیر میرا لال
جب آ گئے قریں تو یہ بولے بصد ملال
ہر امرِ حق میں صبر کا رکھنا سدا خیال
راہِ خدا میں سر بھی اگر جائے غم نہ ہو
باطل کے سامنے کبھی سر تیرا خم نہ ہو
پھر اس کے بعد مولا نے پانی طلب کیا
آیا جو پانی ہاتھ بڑھا کے اسے لیا

لیکن نہ ایک قطرہ بھی اس جام سے پیا
حیدر نے جام آب وہ شبیر کو دیا
فرمایا پانی پی لو میرے ہاتھ سے حسین
ستہ روز اس کو ترسے گا تو میرے نورِ عین
یہ کہہ کے دل بھر آیا بڑھا حد سے اضطراب
آنکھوں نے پیش آنکھوں کے ساغر کیے شتاب
رقت پہ قابو پا کے حسن سے کیا خطاب
کھلتے ہیں تجھ پہ رازِ امامت کے سارے باب
ہر دم خیال رکھنا میری جاں خدائی کا
کرنا ملول دل نہ کبھی چھوٹے بھائی کا
المختصر امام نے پھر یہ کیا کلام
عباس کو بلاؤ کہاں ہے وہ نیک نام
آ کر قریب جب کیا عباس نے سلام
فرمایا تیرا آقا ہے شبیر تو غلام
سبطِ نبی سے جان کو پیارا نہ کیجیو
خدمت سے اک گھڑی بھی کنارا نہ کیجیو
گھر میں نبی کے ایک قیامت کا تھا سماں
سن کر نصیحتیں ہوئیں بے آس بیبیاں

Presented by www.ziaraat.com

بیٹوں کو سوزِ غم نے لگا دی تھیں ہچکیاں
اب آگے کیا بیان ہو قیامت کا ہے بیاں

سر پیٹ اے انیسؔ کہ محشر ہوا بپا
دنیا سے کر گئے ہیں علیِ ولی قضا

نوحہ نمبر ۱

علی ولی کا جنازہ ہے چل برہنہ سر

علی ولی کا جنازہ ہے چل برہنہ سر
یہ غم وہ غم ہے کہ گریہ کناں ہیں پیغمبر

بتا دے اے بنِ ملجم خطا تھی کیا اس کی
جو قتل کر دیا سجدے میں شاہِ جن و بشر

شہید کر دیا حیدر کو خانۂ حق میں
پچھاڑیں کھاتے تھے اپنے پرائے سن کے خبر

نبی کے بعد جو مولا تھا وہ شہید ہوا
گریباں چاک بھی کرا اور خاک اڑا سر پر

بپا ہے خانۂ زہرا میں نالہ و شیون
سر اپنا پیٹتی ہے غم سے زینبِ مضطر

رہا نہ ہوش بجا دل پکڑ کے بیٹھ گئے
بڑھا فراقِ الم سے غضب کا درد جگر

جدائی شاق ہے حیدر کی آلِ احمد کو
پچھاڑیں کھاتے ہیں سوز فراق سے سرور

درِ علی پہ ہے انبوہ حق پرستوں کا
صدائے ماتم و نوحے سے ہے بپا محشر

خدا کے گھر میں امام مبیں پہ جور و جفا
سنا رہی ہے یہ آغازِ کربلا کی خبر

یتیم بیوہ مساکین کرتے ہیں نالے
کہ آج اٹھ گیا دنیا سے مونس و یاور

نہیں تھا ہوش الم سے ہوئے تھے خاک نشیں
کہیں حسن کہیں عباس اور کہیں سرور

تڑپ تڑپ کے غریب اپنی جان دے دیں گے
کرے گا کون خبر گیری راتوں کو آ کر

زمین و آسماں لرزاں تھے حشر تھا برپا
تڑپ کے کہتے تھے حسنین جبکہ ہائے پدر

نہیں قیامت کبریٰ سے کم کسی بھی طرح
مہِ صیام کی اکیسویں کا وقتِ سفر

Presented by www.ziaraat.com

انیس ہو کے بھی ہے زور غم ہے آقا کے
ادب کے ساتھ میں چل بن کے حزن کا پیکر

نوحہ نمبر ۱۱

حسن کے سوگ میں ماتم کی صف بچھائی ہے

حسن کے سوگ میں ماتم کی صف بچھائی ہے
شبیہ لاشہ ہے کاندھوں پہ جو اٹھائی ہے

نبی کے گھر میں قیامت کا آج ماتم ہے
علی کے بعد حسن سے بھی اب جدائی ہے

کہاں سے لائی تھی بنتِ اشعث سمِ قاتل
کہ جس نے شمعِ حیاتِ حسن بجھائی ہے

اڑاؤ خاک کرو ماتم اور آہ و بکا
عزائے بھائی میں اس وقت زہرا جائی ہے

کچھ ایسے حال میں فروا ہیں اور قاسم ہیں
کہ جن کو دیکھ کے ماتم کناں خدائی ہے

حسن نے موت سے پہلے جگر کے ٹکڑے سے
یہ کربلا کے شہیدوں کی صف بچھائی ہے

نبی کے پاس نہیں ہوگی دفن لاشِ حسنؑ
یہ کلمہ گویوں نے مل کر صدا لگائی ہے

لگا کے میتِ شبیر کو تیر زہر آلود
عدو نے طاقتِ پیکان آزمائی ہے

نہ دفن ہونے دیا پہلوئے پیمبر میں
تو پھر بقیعہ میں قبرِ حسنؑ بنائی ہے

نبی کی آل کو مہلت نہ دی جفاؤں نے
گھٹا کے بعد گھٹا آ کے غم کی چھائی ہے

انیس جن کے عزائے حسن میں شامل ہو
یہ انجمن بھی تو پرسہ کو دینے آئی ہے

نوحہ نمبر ۱۲

عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

مشک و علم کا ساتھ جہاں میں دوام ہے

بیعت کو جب یزید نے شہ کو طلب کیا
پروانہ بن کے شاہ کا عباس بھی چلا
پہنچے جونہی ولید کے گھر شاہ نے کہا
عباس در پہ ٹھہرو سنو جب میری صدا

Presented by www.ziaraat.com

آجا نا سن کے بھائی یہ حجت تمام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

یہ سن کے سر جھکا لیا بولے نہ زینہار
تکتے تھے روئے اکبر و قاسم کو بار بار
آوازِ شاہ سنی جو نہی ہو کے بیقرار
پہنچے محل میں کھینچ کے تلوارِ آبدار
فرمایا آقا حکم دیں حاضر غلام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

آئے جو پھر کے خانۂ زہرا میں شاہِ دیں
بیتاب ہو کے آئی بہن بھائی کے قریں
کیا جانے کیا حسین نے فرمادیا وہیں
عباس سے یہ کہنے لگی زینبِ حزیں
آغاز ہو سفر کا یہ حکمِ امام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

زینب سے سن کے حکم شہِ دیں کا باوفا
کہنے لگا جو حکم شہنشاہِ دوسرا
تعمیل ہو گی اس کی جو آقا نے ہے کہا
ناقے سجانے آئے باعجلت حضورِ شاہ

سر کو جھکا کے بولے کہ سب انتظام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

ہٹ جاؤ لوگو ایک طرف شور سا اٹھا
اُمّ البنین آتی ہیں اس دم حضورِ شاہ
تعظیم کو کھڑے ہوئے سلطانِ کربلا
لائیں پکڑ کے بازوئے عباس اور کہا
میں ہوں کنیزِ زہرا اور یہ شہ کا غلام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

کون آیا کون بیٹھا ہے محمل میں خوش سیر
اکبر سناتے جاتے تھے بابا کو یہ خبر
اسوار ہو گئی ثانیِ زہرا اب آن کر
یہ سن کے بولا شیرِ علی کا دھاڑ کر
ہٹ جائیں سارے لوگ ادب کا مقام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے شاہِ فلک مقام
زانو زمیں پہ ٹیکے تھے عباس نامدار
اکبر کے ساتھ آئی جو زینب بصد وقار
بازو پکڑ کے شاہ نے ان کو کیا سوار

Presented by www.ziaraat.com

عباس ہیں حسین ہیں یہ اہتمام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

یہ اہتمام دیکھ کے کچھ یاد آگیا
کیسے بیاں ہو قلب و جگر کانپنے لگا
یہ سن کے جاتے ہیں رن کو عباس باوفا
زینب کو تب اسیری کا اپنے یقین ہوا
ڈھارس تھی جس کے دم سے وہ قصہ تمام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

دریا پہ قتل ہو گیا جب ابنِ بوتراب
سیدانیوں میں اور بڑھا غم سے اضطراب
زینب سے پھر حسین نے آکر کیا خطاب
بھائی سدھارے ہم بھی چلیں رن کو اب شتاب
اے اہلِ بیتِ احمدِ مرسل سلام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

دل داغ داغ غم سے جگر پائمال ہے
عباس آؤ دیکھو بہت غیر حال ہے
آمادہ قتل ہونے پہ اب زہرا کا لال ہے
آئے نہ تم تو بھائی کا بچنا محال ہے

بھائی سے پنجتن کا جہاں میں قیام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

اے کاش آج ہوتا جو عباس باکمال
میں دیکھتی کہ قیدی بنا لیتے یہ بدخیال
زینب کے بین کیا لکھوں لکھنا بھی ہے محال
بس اے انیس اب تو ہوا غم سے غیر حال
سیدانیوں پہ ظلم و ستم صبح و شام ہے
عباس دو جہاں میں وفا کا امام ہے

نوحہ نمبر ۱۳

ہیں میرے دونوں لال کہاں

ہوا کے دوش پہ گونجی جو اک نحیف صدا
سلام علیک اے ابنِ رسولِ شاہِ ہدا
خدا کا شکر کہ دیدار آپ کا تو ہوا
تمام اسیروں نے دیکھا سوئے درِ کوفہ
جو لاش لٹکی ہے در پر وہ تھرتھراتی ہے
سلام کرنے کی آواز اس سے آتی ہے
تڑپ کے نیزے پہ فرقِ حسین نے یہ کہا
علیکم اے وطن آوارہ و قتیلِ جفا

Presented by www.ziaraat.com

ادب سے عابدِ بیمار یوں ہوئے گویا
قبول کیجئے مسلم چچا سلام میرا
سنا جو حضرت مسلم بن عقیل کا نام
تو ایک بی بی لگی کرنے لاش سے یہ کلام

ہیں میرے دونوں لال کہاں

کی زوجہ مسلم نے یہ فغاں ۔ ہیں میرے دونوں لال کہاں
احوال کرو کچھ ان کا بیاں ۔ ″

تھے ساتھ جو میرے دو دلبر ۔ وہ فدیہ کیے ہیں تم نے حق پر
جو ساتھ تمھارے تھے ہیں کہاں ۔ ہیں میرے دونوں لعل کہاں
میں بستی بستی جاؤں گی ۔ اور ڈھونڈ کے ان کو لاؤں گی
بتلایئے کچھ تو ان کا نشاں ۔ ہیں میرے دونوں لعل کہاں
کب تک وہ رہے زیر سایہ ۔ اور کس کو ترس ان پر آیا
کس گھر میں ہیں اب تک وہ مہماں ۔ ہیں میرے دونوں لعل کہاں
بس اتنا بتا دیجئے والی ۔ دنیا تو نہیں ان سے خالی
کیا مل گئی ان کو جائے اماں ۔ ہیں میرے دونوں لعل کہاں
ہمراہ میرے تھے جو دو لال ۔ سب ان کا سناؤں گی احوال
پہلے کریں ان کا حال بیاں ۔ ہیں میرے دونوں لعل کہاں
دی لاشۂ مسلم نے یہ صدا ۔ دے صبر کی طاقت تجھ کو خدا
ہو جائے گا تجھ پر جلد عیاں ۔ ہیں میرے دونوں لعل کہاں
کس منہ سے سناؤں یہ خبر ۔ کس حال میں ہیں وہ شمس و قمر
اس بات میں ہے اظہار گراں ۔ ہیں میرے دونوں لعل کہاں
کوفہ میں انیسؔ اہلِ حرم ۔ تھے نالہ کناں وقفِ ماتم
سن کر یہ صدا محشر تھا عیاں ۔ ہیں میرے دونوں لعل کہاں

نوحہ نمبر ۱۴

زینب نے یہ پوچھا کر کے بکا

زینب نے یہ پوچھا کر کے بکا کوفے سے جو یہ آتی ہے ہوا
بتلایئے تو اے شاہِ ہدا کیوں اس کے لبوں پر ہے نوحہ
ہیں مسلم بے پر کوفے میں
دو ساتھ ہیں دلبر کوفے میں
کوفے کی طرف دیکھو بھائی کیا سرخی فلک پر ہے چھائی
پیغام صبا کیا لائی جو آپ کی صورت مرجھائی
یہ کس نے سلام آخر تھا کیا
اور اس کا جواب حضرت نے دیا

Presented by www.ziaraat.com

بُو ہاشمی خوں کی آتی ہے — اور دل پہ اداسی چھاتی ہے
غم زوجۂ مسلم کھاتی ہے — سنئیے تو وہ کیا فرماتی ہے
بی بی مجھے ایسا لگتا ہے
جیسے کہ میرا دم گھٹتا ہے
سر اپنا جھکائے شاہِ زمن — فرماتے ہیں کیا بتلائیں بہن
کس طرح کریں بھابی سے سخن — سہہ پائیں گی کیسے وہ یہ محن
مسلم تو ہوئے مقتولِ جفا
اور بچوں کو بھی قید کیا
مسلم تھے دار الامارا پر — جکڑا تھا رسن سے شیرِ نر
کیا کرتا جھکا کر بیٹھا سر — پیچھے تھے عدو تھامے خنجر
مسلم نے سلام اس وقت کیا
جب ہونے لگا تن سر سے جدا
سرخیِ فلک نے بتلایا — اعدا نے غضب ان پہ ڈھایا
میت کو زمیں پر پھنکوایا — اور گلیوں میں پھر کھنچوایا
ہے لاشۂ مسلم جو عریاں
یوں بادِ صبا کرتی ہے فغاں
پھر بولے شہِ دیں اے خواہر — مسلم کے کہاں ہیں نورِ نظر
خیمے سے اسے لاؤ باہر — ہم پیار کریں گے لپٹا کر

گوہر بھی اسے پہنائیں گے
شفقت سے اسے سمجھائیں گے
جب شہ نے یتیما کو پایا — آغوش میں اپنی بٹھلایا
اور کان میں گوہر پہنایا — پھر بچی سے یوں فرمایا
اب آج سے تم اے جانِ چچا
عمو کو سمجھ اپنا بابا
بچی نے کہا اے پیارے چچا — کس واسطے ہے یہ لطف عطا
شفقت ہے دو لونے ایسی سوا — جیسی کہ یتیموں پر ہے روا
کیا بابا اکیلا چھوڑ گئے
اور بھائی بھی رشتہ توڑ گئے
جب دخترِ مسلم نے یہ کہا — پیمانہ صبر کا لوٹ گیا
شہ کرنے لگے نالہ گریہ — جنگل میں ہوا اک حشر بپا
دورانِ سفر یہ پہلی بکا
کیا بھول سکے گا تجلیہ
کیوں روکا انیس زارِ قلم — کچھ اور رہے آگے کرنا رقم
ہیں قید میں دو معصوم بہم — کیا کیا ہوئے ان پر ظلم و ستم
زنداں سے نکلے یا کہ موئے
کنبے سے ملے یا قتل ہوئے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۱۵

ہلالِ ماہِ محرم پہ پڑ گئی جو نظر

ہلالِ ماہ محرم پہ جو پڑ گئی نظر
تو یاد آگیا زہرہ کے لاڈلے کا سفر
رقم ہو کس طرح پھٹتا ہے غم سے قلب و جگر
نظر میں رخصتِ اوّل کا پھر گیا منظر
لپٹ لپٹ کر وہ صغرا کا بابا سے اصرار
مجھے بھی ساتھ میں لے کر چلو شہِ ابرار

سنا رہا ہوں سنو داستانِ درد و الم
یہ کس کے غم میں ہیں مصروفِ گریہ و ماتم
یہ کون تھا جسے روتے ہیں اس طرح سے ہم
بہ فیضِ شاہِ شہیداں کروں جواب رقم
عزا کا ماہ اسی ماہ کو جو کہتے ہیں
ہلال دیکھ کے پیر و جوان روتے ہیں

یزید فاسق و فاجر کی جب نہ بیعت کی
تو اور بڑھ گیا جو بغض دل میں تھا ازلی

سمجھ رہا تھا پسِ پردہ کیا ہے حق کا ولی
سفر کا فیصلہ کرنے میں کچھ نہ دیر لگی
وطن چھٹے تو چھٹے حرمتِ مدینہ رہے
میں ہوں نہ ہوں مگر اسلام کا قرینہ رہے

نسب بتاتا چلوں کون تھا یہ حق کا ولی
ہے اس کا نامِ گرامی حسین ابن علی
رجب کے ماہ میں دو دن تھے باقی اور ابھی
چلا مدینے سے مکے کی سمت سبطِ نبیؐ
وہاں بھی دیکھے عبا میں چھپے ہوئے خنجر
لباسِ حاجیوں میں تھا وہ شام کا لشکر

ہزاروں دشمنِ جاں در لباس دوست ملے
بقائے کعبہ تھی پیشِ نظر کئے نہ گلے
یہ سوچتے تھے کہ سیلابِ کفر کیسے ٹلے
بدل کے عمرہ میں حج کو بادرد، وہاں چلے
ابھی تھے راہ میں کوفے کی جو یہ آئی خبر
کہ قتل ہو گئے مسلم وہاں خستہ جگر

یہ سن کے تھا شہِ ابرار کو بہت صدمہ
بلا کے حضرتِ عباس کو یہ حکم دیا

Presented by www.ziaraat.com

بجائے کوفہ کوئی اور راہ لو بھیا
بلائے دشت ہو صحرا ہو جو رضائے خدا

یہ کوفے والے فریبی ہیں اور جھوٹے ہیں
ہمارے ساتھ میں کچھ بیبیاں ہیں بچے ہیں

وہ لُو وہ دھوپ وہ گرمی وہ پیاس اور وہ سفر
کہ دور دور نہ تھا کوئی سایہ دار شجر
مگر تھا آل محمد پر اس کا کوئی اثر
بقائے دین محمد تھی صرف پیش نظر

سفر میں چاند محرم کا دیکھا سرور نے
ہلال شکل میں خنجر کی دیکھا لشکر نے

غرض کہ تین محرم کو نینوا پہنچے
تمام قافلہ کے ساتھ مصطفٰے پہنچے
حسن کے ساتھ میں زہرا و مرتضٰے پہنچے
ملائیک اور اجنہ و انبیاء پہنچے

رکھے حسینؑ نے کرب و بلا میں اپنے قدم
ندائے غیب یہ آئی کہ تیرے ساتھ ہیں ہم

ابن زیاد کے لشکر پہ لشکر آئے گئے
لب فرات سے شہ کے خیام ہٹائے گئے

بہانے لڑنے کے سو سو طرح بنائے گئے
حسینؑ صبر کے جوہر مگر دکھائے گئے

عدو نے ساتویں سے بند کر دیا پانی
ہوئے تھے آلِ محمدؐ کے دشمنِ جانی

ہوئے تھے تین شب و روز تھی نہ آب و غذا
جو آئی ماہ محرم کی صبح عاشورہ
صغیر بچوں کا تھا غیر حال حد سے سوا
بلند خیموں سے ہوتی تھی العطش کی صدا

لعیں دکھلاتے تھے پانی کو اور بہاتے تھے
نبی کی آل کو لیکن نہیں پلاتے تھے

نماز فجر سے پائی نہ تھی ابھی فرصت
برسنے لگ گئے سوفار ابر کی صورت
کئی نمازی سفر کر گئے سوئے جنت
یزیدیوں نے عبادت کی بھی نہ دی مہلت

خدا کے دین کے دشمن تو وار کرتے رہے
رفیق دینِ خدا کے جو تھے وہ مرتے رہے

نثار ہو گئے راہِ خدا میں جب انصار
رفیق قتل ہوئے آئے لڑنے کو دلدار

Presented by www.ziaraat.com

شہید وہ بھی ہوئے کھا کے نیزہ و تلوار
اکیلا رہ گیا دوشِ رسول کا اسوار
جہاد کے لیے آئے حسین جنگ بھی کی
خدا کی راہ میں سر دے کے راہِ جنت لی

شہید ہو گیا جب رن میں دین کا رہبر
تو آیا لوٹ نے ظالم یزید کا لشکر
رسول زادیوں کے سر سے چھین لی چادر
جلایا خیموں کو بچی کے چھین کے گوہر

حرم خیام سے گھبرا کے ننگے سر نکلے
اندھیری رات میں زیرِ فلک قمر نکلے

نظامِ قافلہ اک ساتھ ہو گیا برہم
بچھائی حضرت زینب نے تب صفِ ماتم
جو ایک جا پہ اکٹھا ہوئے اسیرِ ستم
کلیجہ پھٹتا ہے کیونکر ہو آگے حال رقم

یہاں سے آگے سفر میں کھلے ہیں وہ ابواب
عدو کے ظلم و ستم کا رہا نہ کوئی حساب
انیسؔ آلِ محمد کا ہے تو روئے گا
نہ چین دن کو ملے گا نہ شب کو سوئے گا

یہ زادِ راہِ حقیقی ہے کیسے کھوئے گا
یہ حق ہے بعد میں احساس تجھ کو ہوئے گا
رفیق وہ نہیں جو غم میں ساتھ کو چھوڑے
خوشی میں ساتھ ہو لیکن الم میں منہ موڑے

نوحہ نمبر ۱۶

سو جا اصغر پیارے سو جا

جھولا جھولاؤں لوری سناؤں ، سو جا اصغر پیارے سو جا
ماں ہے بہت مجبور اے بیٹا ، سو جا پیاس کے مارے سو جا
آؤ بتاؤں تم کو دلبر ، جد ہیں تمہارے شافعِ محشر
اور ہیں دادا ساقیِ کوثر ، باپ سوارِ دوشِ پیمبر
شجرہ یہی ہے تیرے نسب کا سن کر راج دلارے سو جا
دادی تیری فاطمہ زہرا ، اور پھوپھی ہیں زینبِ کبریٰ
ثانیِ حیدر عمو تیرا ، ماں ہے کنیزِ زینبِ علیا
فخر کے قابل گھر ہے تیرا سبطِ نبی کے پیارے سو جا
اف یہ عمر یہ تشنہ دہانی ، چپ ہو جا اے یوسفِ ثانی
لانے جو دیں گے ظلم کے بانی ، صبح منگا دوں گی میں پانی
بلوا کر عباس علی کو کہتی ہوں میرے پیارے سو جا

Presented by www.ziaraat.com

چپ ہو جاؤ تو میں بتلاؤں ، صغرا کا کچھ حال سناؤں
سرور کو باہر سے بلاؤں ، حال تمہارا ان کو دکھاؤں

اب نہ رلاؤ ماں کو تڑپ کر جان یہ مادر وارے سو جا
اور بھی بچے پیاسے ہیں دلبر ، بالی سکینہ بھی تو ہے مضطر
کوئی بھی یوں روتا نہیں اصغر ، جیسے کہ تم روتے ہو تڑپ کر
صبر کرو اے جانِ مادر تھوڑی دیر تو پیارے سو جا
کیسی بے چینی ہے بتاؤ ، چپ بھی رہو کچھ ہوش میں آؤ
دل کا حال نہ ماں سے چھپاؤ ، بہرِ پیمبر یوں نہ رلاؤ
میرا کلیجہ پھٹتا ہے بیٹا دیکھ کے تیرے اشارے سو جا
عون و محمد قاسم و اکبر ، ابن علی عباس دلاور
لائیں گے پانی نہر سے جا کر ، پھر بھی جو پانی آیا نہ دلبر
لے جائیں گے شاہ پلانے پلانی دریا کنارے سو جا
وہ بھی انیس تھا حشر کا منظر
اشک فشاں تھے آل پیمبر
دل کو پکڑ کر جھولا جھلا کر
جب کہتی تھی بانوئے مضطر
صبح ہوئی تم سوئے نہ بیٹا سو جا آنکھ کے تارے سو جا

نوحہ نمبر ۱۷

اصغر کو لوری دیتی رہی ماں یہ رات بھر

اصغر کو لوری دیتی رہی ماں یہ رات بھر
ہوتا جوان تو بھی جو اے نوجواں پسر
میں نثار کرتی رہِ حق میں اک قمر
یہ سوچ کر تو پھٹتا ہے میرا دل و جگر
پوچھیں گی روزِ حشر جو زہرا کہوں گی کیا
راہِ خدا میں تو نے رباب اپنا کیا دیا

وقتِ مدد ہے سخت مصیبت میں ہے یہ ماں
مجبوریاں ہیں تم پہ میرے لال سب عیاں
میں کیا کروں بتاؤ مجھے جاؤں میں کہاں
کچھ معجزہ دکھا دو تم ہی صدقے میری جاں
مشکل کشا کے پوتے ہو بیٹے امام کے
ماں کے جو کام آؤ تو دلبر ہو کام کے

کیسا عجیب سوز لیے آج کی ہے رات
ساکت ہوئی ہو جیسے کسی غم میں کائنات

Presented by www.ziaraat.com

خاموشیوں کی گود میں سوئے ہیں شش جہات
کرتا نہیں ہے کوئی کسی سے بھی ایک بات

چہرے دمک رہے ہیں مگر اضطراب ہے
جیسے کہ صبحِ حشر ہے روزِ حساب ہے

ماں کی سنی جو اصغرِ ناداں نے گفتگو
دوڑا رگوں میں جوشِ شجاعت سے پھر لہو
ہنس کر کہا اشاروں سے بانو سے نیک خو
اوروں کی طرح ہوں گی حضور آپ سرخرو

گر رن میں بابا سے گئے اور وقت ٹل گیا
آؤں گا فتح کر کے میں میدانِ کربلا

حیراں تھی بانو پا کے اشاروں میں یہ پیام
دیکھا کہ ایسے ہاتھ چلاتا ہے تشنہ کام
جیسے چلا رہا ہو بہادر کوئی حسام
مشکل تھا ایسے وقت میں جھولے کا پھر مقام

انگڑائی ایسے لیتا تھا ہر بار وہ صغیر
جیسے کہ روکے کوئی جواں آگے بڑھ کے تیر

بیٹے سے جب کہ ماں کو امیدِ ثمر ملا
جھولے سے اپنی گود میں فوراً اٹھا لیا

اور پیار کر کے اصغرِ ناداں سے یہ کہا
ماں صدقے بے زبانی میں کیا کچھ نہ کہہ دیا

جاؤ گے رن میں کس طرح یہ سوچتے ہیں ہم
تم گھٹنیوں بھی چل نہیں سکتے ہو دو قدم

پھر بھی ہے تم کو یہ مری تلقین ماں نثار
میداں میں لے کے جائیں جو شبیرِ نامدار
پہنچے ضرر نہ ان کو کسی طرح زینہار
ماں ہوگی ورنہ سامنے زہرا کے شرمسار

اعدا جو بڑھ کے برچھیاں ماریں چلائیں تیر
وہ روک لینا جیسے بھی بن آئے اے صغیر

پھر اس کے بعد دل میں ہے یہ ایک اور بات
پانی جو رحم کھا کے تمہیں دیں وہ بد صفات
ہرگز نہ اس کو پینا تصدق مری حیات
اک قطرہ بھی پیا تو کہے گی یہ کائنات

پیاسے رہے تمام کسی نے نہیں پیا
پانی بس ایک بانو کے دلبر نے پی لیا

کرتی رباب اور بھی حالِ دل بیاں
لیکن ہوا فلک پہ سپیدِ سحر عیاں

Presented by www.ziaraat.com

نکلا خیامِ شاہ سے ہر پیر ہر جواں
گلدستہ اذان سے اکبر نے دی اذاں

اعدا صدا کو سن کے پکارے نہیں ہے بھول
دیکھو اذان دینے کو آئے ہیں خود رسولؐ

بعدِ نمازِ فجر قیامت ہوئی بپا
تا ظہر سب انیس ہوئے شاہ سے جدا

نزدیک وقتِ عصر کوئی بھی نہیں رہا
پھر آیا رن میں ہاتھوں پہ بالو کا دلربا

تختہ الٹ کے رکھ دیا سب فوجِ شام کا
اب تک عدو میں چرچا ہے اصغر کے نام کا

نوحہ نمبر ۱۸

آقا دے دیں جو اجازت کوئی دشوار نہیں

آقا دے دیں جو اجازت کوئی دشوار نہیں
ایک حملے کی بھی یہ فوجِ ستمگار نہیں

ہم کو ورثے میں ہوا ہے یہ ابوجد سے عطا
سب ہی کرار ہیں یاں ایک بھی فرار نہیں

شام و کوفہ نہ الٹ دوں تو مجھے کہہ دینا
یہ تو عباسؑ بن حیدرِ کرار نہیں

کس میں ہمت ہے بھلا روک لے آتے ہیں ابھی
لشکرِ شام میں کچھ جرأتِ پیکار نہیں

یہ بن زیاد۔ عمر۔ حرملہ۔ شمر اور انس
زر کے طالب ہیں یہ سب صاحبِ کردار نہیں

مل گئی رن کی اجازت جو زمانے والو
یا تو پھر ہم نہیں یا فوجِ ستمگار نہیں

پہلے بھی دیکھا ہے اب دیکھیں گے جنگ ہونے دو
ان کے اجداد میں ہم سا کوئی جرار نہیں

کاش پہنچا دے کوئی بات مرے آقا تک
سامنے ان کے مجھے طاقتِ گفتار نہیں

بڑھ کے عباسؑ سے کہتی ہے شجاعت ٹھہرو
لڑنے شبیر تمہیں بھیجیں یہ آثار نہیں

ایک عباسؑ ہی اس طرح گئے ہیں لڑنے
دوش پہ مشک و علم ہاتھ میں تلوار نہیں

وقت وہ آگیا اف فاطمہ کے جانی پر
فوج کا ذکر ہی کیا پاس علمدار نہیں

Presented by www.ziaraat.com

تن تنہا ہیں ستمگاروں کے نرغے میں حسینؑ
پاس کوئی بھی انیسؔ اور مددگار نہیں

نوحہ نمبر ۱۹

کہتی تھی یہ ماں جھولا جھلا کر سوجا سوجا اصغر سوجا

کہتی تھی یہ ماں جھولا جھلا کر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
تجھ پہ ہو قربان جانِ مادر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
سونے لگے گردوں پہ ستارے ۔ نیند نہیں آنکھوں میں تمہارے
فکر تمہیں کیا ایسی ہے اصغر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
پیاس کی شدت کیا بڑھتی جاتی ۔ جس نے اڑائی نیند سہانی
کیا کیا غلبہ بھوک نے تم پر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
جو کچھ دل میں ہے وہ بتاؤ ۔ ماں سے نہ میرے لال چھپاؤ
روؤ نہ اس طرح سے بلک کر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
سوتی نہیں ہمشیر تمہاری ۔ سن کے مسلسل گریہ وزاری
روتی ہے بیٹھی ویرے خواہر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
رونے کی آواز سکینہ ۔ سن لیں گے گر شاہ مدینہ
گھبرا کے آجائیں گے سرور ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا

جان چچا ہے پالی سکینہ ۔ دیکھ نہ لیں وہ اس کو حزینہ
ہوں گے خفا عمو تیرے آکر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
ایسے اشارے کرتے ہو بیٹا ۔ پھٹتا ہے جن سے میرا کلیجہ
خود کو سنبھالو حال ہے ابتر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
سمجھی ہوں جب سے تیرے اشارے ۔ جاتے رہے ہیں ہوش ہمارے
لڑنے کو رن میں جاؤ گے کیونکر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
تیری پھوپھی اماں کو بلاؤں ۔ سمجھاؤں جوان کو بتاؤں
حال کہوں سب تیرا بلا کر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
تین پہر رو رو کے گزارے ۔ ایک شب اور ہے پیارے
صبح نہ جانے کیا اٹھے محشر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
لاج تمہارے ہاتھ میں ہے ماں کی ۔ فکر نہ کرنا اپنی جاں کی
سمجھو اشارہ ہے یہ بہتر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا
بس اے انیسِ غم چپ ہو جا ۔ ارض و سماں میں حشر ہے برپا
نوحہ تیرا ہے بانو کے لب پر ۔ سوجا سوجا اصغر سوجا

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۲۰

لپٹی سموں سے کرتی تھی معصوم یہ بکا

لپٹی سموں سے کرتی تھی معصوم یہ بکا
اے ذوالجناح رن میں نہ بابا کو لے کے جا

باقی نہ کوئی مونس و یاور وطن سے دور
ایسے میں کر نہ مجھ سے شہ دیں کو تو جدا

ڈرتی ہوں جو گیا وہ نہیں آیا لوٹ کر
مقتل میں لے کے جا نہ انہیں اسپ باوفا

بابا چلے گئے تو ہمیں تنہا جان کر
کیا جانے کیا کریں گے عدو آ کے پھر جفا

آگے قدم بڑھا نہ تو ہرگز تیرے نثار
کرتی ہے ایک ننھی سی بچی یہ التجا

آجائیں میرے عمّوں تو لے جانا شوق سے
روکوں گی پھر نہ تجھ کو یہ اقرار ہے میرا

تھامی لجام شہ نے کہا چل اے راہوار
لیکن قدم بڑھائے نہ ساکت کھڑا رہا

شبیر بولے کیوں نہیں چلتا وفا شعار
گویا زبانِ حال سے وہ اس طرح ہوا

مولانا سکینہ لپٹی ہے پاؤں سے آن کر
دیکھیں تو آپ آ کے ذرا بہر کبریا

پکڑے سموں کو لیٹی ہے جلتی زمین پر
کس طرح میں بڑھا دوں قدم شاہِ کربلا

اترے فرس سے کہتے ہوئے شاہِ نامدار
بالی سکینہ جانے دو مجھ کو پئے خدا

بچھڑے انیس کوئی کسی کا نہ اس طرح
جس طرح اہلبیت سے سرور ہوئے جدا

نوحہ نمبر ۲۱

کوئی نہ تھا جو کرتا سوار سرور کو
بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

نثار کر چکے جب راہِ حق میں اصغر کو
تب آئے خیمے میں شہ رخصتِ مکرر کو

Presented by www.ziaraat.com

بیان کیسے کروں بیکسی کے منظر کو
تھی پیش منزلِ دشوار ابنِ حیدر کو
کوئی نہ تھا جو کراتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

ہر ایک بی بی کا دل غم سے تھا تہ و بالا
نہ کوئی مونس و یاور نہ کوئی گود کا پالا
کوئی لپیٹ تھی دامن سے کرتی تھی نالا
کھڑے تھے سر کو جھکائے ہوئے شہ والا
کوئی نہ تھا جو کراتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

بلند ہوتی تھی خیمے سے العطش کی صدا
سکینہ کہتی تھی مقتل سے جلد آؤ چچا
کبھی پکارتی کوئی کہ آؤ شیرِ خدا
مدد کا وقت ہے شبیر ہو رہے ہیں جدا
کوئی نہ تھا جو کراتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

پکاری زینب مضطر کہاں ہو اے اکبرؑ
اکیلا فوجِ عدو میں چلا نبی کا پسر
خبر نہ لو گے چچا کی اے قاسم دلبر
کہاں پہ ہے میرا شیر جری وفا پیکر
کوئی نہ تھا جو کراتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

یہ نوحہ کرتی تھی مقتل میں زینب کبریٰ
بچانے والا کوئی میرے بھائی کا نہ رہا
گلو بریدہ سے دیتا تھا ہر شہید صدا
ملے حیات تو ہوں پھر ہزار بار فدا
کوئی نہ تھا جو کراتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

کہا حسین نے زینب سے الوداع ہمشیر
بلا رہے ہیں پئے جنگ کب سے یہ بے پیر
دھیان رکھنا سکینہ کا ہے بہت ہی صغیر
معاف کرنا جو کر دے کبھی کوئی تقصیر
کوئی نہ تھا جو کراتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

لجام تھام کے گھوڑے سے بولے یہ شبیر
ہمارے ساتھ ہے ظلم و ستم کا تو بھی اسیر
سفر ہے آخری تجھ پر میرا اے دلگیر
تو ہی ہے مونس و غمخوار مرا وقت اخیر
کوئی نہ تھا جو کراتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

امام وقت سے جب ذوالجناح نے یہ سنا
زبانِ حال سے وہ بے زباں ہوا گویا
حضور آپ پہ سو بار میری جان فدا

Presented by www.ziaraat.com

زہے نصیب کہ یہ فرض آپ نے سونپا
کوئی نہ تھا جو کرتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

میں جانتا ہوں کہ یہ آخری سواری ہے
کردں جہاد، یہ خود مجھ کو بیقراری ہے
سموں سے لپٹی ہوئی آپ کی دلاری ہے
نا میرے بابا کو لے جا یہ لب پہ جاری ہے
کوئی نہ تھا جو کرتا سوار سرور کو، بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

انیس رخصتِ آخر کے وقت تھا محشر
کوئی تو پیٹتی تھی سینہ کوئی بی بی سر
کبھی پکارتی تھی اپنے پیاروں کو رو کر
کہاں پہ ہو ذرا یہ حال تو دیکھو آ کر
کوئی نہ تھا جو کرتا سوار سرور کو
بٹھایا گھوڑے پہ ہمشیر نے برادر کو

نوحہ نمبر ۲۲

ہل من ناصراً لنصرنا

ہنگام عصر دی تھی جو شبیر نے صدا
پھرتی ہے دوش پر لیے اب تک اسے صبا
عاشور کو حسین نے ارشاد جو کیا
معلوم ہوگا حشر کے دن اس کا مدعا

فسق و فجور سے بچو دین نبی بچاؤ
دعوت میں دے رہا ہوں کرو نصرتِ خدا

دینِ خدا کا کون ہے دشمن رفیق کون
یہ فیصلہ ضمیر کرے گا ہر ایک کا
کیا میں نے دل کسی کا دکھایا ہے آج تک
کیا حق کبھی کسی کا غضب میں نے کر لیا

میرا کوئی قصور اگر ہے مجھے بتاؤ
کیا دین میں کوئی رد و بدل میں نے کر دیا
آمادۂ فساد ہے پھر مجھ سے کس لیے
بہر خدا جواب دے اے فوجِ اشقیا

Presented by www.ziaraat.com

کہتے ہو خود کو پیرو دینِ محمدی
کرتے ہو قتل آلِ محمد کو بے خطا
فرمانِ مصطفٰے ہے کہ قرآن و اہلبیت
اک دوسرے سے ہوں گے نہ حشر تک جدا
بالآخر شہِ حسین نے حجت تمام کی
رن میں پھر استغاثہ بلند آپ نے کیا
ہے کوئی جو مدد مری فرمائے اس گھڑی
اس کی مدد کریں گے سرِ حشر مصطفٰے
ہم کو کہاں قرار نہ روئیں تو کیا کریں
کون و مکاں میں گونج رہی ہے وہی صدا
مسلم حبیب عوسجہ، حرؑ، وہب حق پرست
کیا ہو گیا تمھیں جو نہیں ہوتے داد خواہ
عباس کیا ہوا تمھیں اب تک نہ آئے تم
کیا تم نے استغاثہ آقا نہیں سنا
اکبر خبر نہ لو گے ضعیفی میں باپ کی
نرغہ میں اشقیا کے ہے دلبند فاطمہ
مسلم نہ ہوتا لشکرِ اعدا تو دیکھتے
ہرگز نہ یوں پکارتا پھر ابنِ مرتضٰے

لاشے ادھر تڑپتے تھے مقتل میں خاک پر
رن میں ادھر پکارتے تھے سبطِ مصطفٰے
ہل من سنا جو خیمۂ آلِ رسول میں
اک بے زباں نے جھولے سے خود کو گرا دیا
اصغر کا حال دیکھ کے سن کر صدائے شاہ
سیدانیوں میں گریہ و ماتم ہوا بپا
تم بھی انیس ہو تو کرو اس کی پیروی
آلِ رسولؐ نے جو کہا اور جو کیا

نوحہ نمبر ۲۳

بولے شہ کیا میں جوابِ خطِ دختر لکھوں

بولے شہ کیا میں جوابِ خطِ دختر لکھوں
نامہ بر دیکھ لے جو حال ہے کیونکر لکھوں
کیسے لکھوں کہ ترے چاہنے والے نہ رہے
ہو گی اس غم کی وہ کس طرح سے خوگر لکھوں

Presented by www.ziaraat.com

پیار لکھا ہے جسے جان سے پیارا کہہ کر
مر گئے تیرِ ستم کھا کے وہ اصغر لکھوں

جن سے شکوہ و شکایت ہے بہت صغرا کو
نیزہ کھائے ہوئے سوتے ہیں وہ اکبر لکھوں

کٹ گئے شانے چھدی مشکِ سکینہ افسوس
بچھڑے پردیس میں عباسِ دلاور لکھوں

شام کو دولہا نے صبح شہادت پائی
لاشِ قاسم ہوئی پامال یہ کیونکر لکھوں

گل ہوئے دشت میں عبداللہ و زینب کے چراغ
ہو گئے دونوں پسر فدیہ داور لکھوں

دو ہوئے کوفے میں دو کرب و بلا میں مقتول
بھائی مسلم کے پسر مر گئے کیونکر لکھوں

اب نہ انصار ہیں باقی نہ عزیزوں میں کوئی
دشت میں لٹ گیا زہرا کا بھرا گھر لکھوں

نرغۂ فوجِ یزیدی میں ہے بابا اس کا
قتل کرنے پہ ہے آمادہ یہ لشکر لکھوں

کس طرح دوں میں تشفی کے سخن صغرا کو
نامہ بر دیکھ لے جو حال ہے کیونکر لکھوں

کتنے تنہا تھے حسین عصر کے ہنگام انیس
غم سے پھٹ جائے کلیجہ جو وہ منظر لکھوں

نوحہ نمبر ۲۴

شبیر نے خط لیکر یہ کہا

تاخیر سے تو قاصد پہنچا

شبیر نے خط لے کے یہ کہا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا
اکبر تو ہوئے مقتول جفا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا
پھل برچھی کا کھائے سوتے ہیں - اب کون ہے کس کو بلواؤں
وہ مر گیا جس کو جانا تھا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا
اپنے ہی لہو کی مہندی لگی - اور موت دلہن بن کر آئی
وہ سوتا ہے اکبر دولہا بنا - تاخیر سے تو قاصد تو پہنچا
خط سینہ اکبر پر رکھ کر - شبیر نے فرمایا رو کر
یہ لکھا جواب خط بخدا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا
پانی کی طلب پر بے شیر کو لایا مقتل میں
اصغر کو بھی مارا تیر جفا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا
خوں جس کا ہے میرے چہرے پر اور پیار لکھا ہے جس کو بہت
دفنایا ابھی وہ ششماہا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا

Presented by www.ziaraat.com

قاسم کی بنی دلہن کبریٰ اک پل کی بیاہی بیوہ ہوئی
پامال ہوئی لاشِ دولہا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا

مشکیزہ سکینہ کا لے کر عباس گئے تھے دریا پر
ان کو بھی واں پر آئی قضا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا

عباس کے مرنے سے میری ٹوٹی ہے بازو دونوں
وہ چھوڑ گئے مجھ کو تنہا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا

پیغام لکھے ہیں جن جن کو وہ سر کٹائے سوتے ہیں
سب قتل ہوا میرا کنبہ - تاخیر سے تو قاصد پہنچا

انصار و اعزا سب قتل ہوئے باری باری مقتل میں
کس کس کے گناؤں نام بھلا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا

جا جلد وطن کو نامہ بر میں رن میں پکاروں گا ہل من
یہ وقت نہیں ہے رکنے کا - تاخیر سے تو قاصد پہنچا

نوحہ نمبر ۲۵

مرحبا سید ابرار حسینؑ ابن علیؑ

دین احمد کے مددگار حسینؑ ابن علیؑ
حق کی طاعت کے پرستار حسینؑ ابن علیؑ

مرضیِ حق کے خریدار حسینؑ ابن علیؑ
دین اسلام کے معمار حسینؑ ابنِ علیؑ
مرحبا سید ابرار حسین ابنِ علی

ظلمت اس طرح سے عالم میں تھی اٹھلائی ہوئی
موت ہر صاحب ایمان پہ منڈلائی ہوئی
باغ اسلام کی ہر شاخ تھی مرجھائی ہوئی
خون سے تیرے ہوئی گلزار حسینؑ ابن علیؑ
مرحبا سید ابرار حسینؑ ابن علیؑ

بن کے حق تو نے کی باطل کے پرستاروں سے جنگ
ظالموں رہزنوں و خونخوار ستمگاروں سے جنگ
شاہی سے اور حکومت کے پرستاروں سے جنگ
بن گیا آہنی دیوار حسین ابن علی
مرحبا سید ابرار حسین ابن علی

جو بڑھے حد سے عدو ظلم و ستم ڈھاتے رہے
مینہ کی طرح سے لعین تیروں کو برساتے رہے
دشت اور کوہ جفا دیکھ کے تھراتے رہے
تو رہا حق کا نگہدار حسین ابنِ علیؑ
مرحبا سید ابرار حسین ابنِ علیؑ

Presented by www.ziaraat.com

آج پھر خلق کو ہے ایسے بہتر کی تلاش
دینِ اسلام کو ہے سبطِ پیمبر کی تلاش
بے وفا دور کو عباسِ دلاور کی تلاش
جن کا آقا بھی ہو سردار حسین ابن علیؑ

زندگی کو ہوئی جوشِ علی اکبر کی تلاش
رزم کو پھر ہوئی ہے عون کی جعفر کی تلاش
بکھرے حالات کو ہے قاسمِ مضطر کی تلاش
صبر و طاعت کے طلبگار حسین ابن علیؑ

تیر اصغر کو لگا شکرِ خدا تو نے کیا
نوجواں قتل ہوا شکرِ خدا تو نے کیا
بھائی غربت میں چھٹا شکرِ خدا تو نے کیا
ہے نہ تجھ سا کوئی غمخوار حسین ابن علیؑ
مرحبا سیدِ ابرار حسین ابنِ علیؑ

کربلا نام ہے اک حق و صداقت کا انیس
کربلا نام ہے دستور اطاعت کا انیس
کربلا نام ہے شبیر کی عظمت کا انیس
کر گیا دین کو بیدار حسین ابنِ علیؑ
مرحبا سیدِ ابرار حسین ابنِ علی

نوحہ نمبر ۲۶

اے مومنو حسین کا ماتم بپا کرو

اے مومنو حسین کا ماتم بپا کرو
مجلس تمام ہو گئی شہ کو وداع کرو
یا حسین الوداع یا حسین الوداع

جب رن میں دفن کر چکے بانو کا شیر خوار
شبیر سوئے خیمہ چلے غم سے اشکبار
پہنچے درِ خیام پہ جب شاہِ ذی وقار
اہلِ حرم نے بین کیے ہو کے بے قرار
یا حسین الوداع یا حسین الوداع

بانو سے پھر حسین یہ کرنے لگے بیاں
ناوک سے قتل ہو گیا تشنہا بے زباں
زیرِ زمیں سوتا ہے سبطِ نبی کی جاں
یہ سن کے شورِ گریہ حرم میں تھا الاماں
یا حسین الوداع یا حسین الوداع

دامن سے لپٹی آ کے سکینہ بصد بکا
کی ننھے ہاتھ باندھ کے سرور سے التجا

Presented by www.ziaraat.com

یہ بن ہے موت کا وہ نہیں آیا جو گیا
جانے نہ دوں گی میں اور نہ کہوں گی با خدا
یا حسین الوداع یا حسین الوداع

بچی کے اس بیان سے محشر ہوا عیاں
لپٹا کے اپنے سینے سے روئے شہ زماں
ماتم کناں تھیں حلقہ کیے ساری بیبیاں
ارضِ بلا بھی ہلتی تھی اس درجہ تھی فغاں
یا حسین الوداع یا حسین الوداع

القصہ شاہ نے کہا خواہر سلام لو
کلثوم، لیلیٰ۔ بانوئے مضطر سلام لو
فضہ۔ لبابہ۔ زوج برادر سلام لو
رخصت کرو غریب کو کہہ کر سلام لو
یا حسین الوداع یا حسین الوداع

ام ولد و کبریٰ و فروا تمہیں سلام
بنت سکیل۔ زوج جنادہ تمہیں سلام
زوجہ ہریر اور رقیہ تمہیں سلام
اب کہہ دو میری بالی سکینہ تمہیں سلام
یا حسین الوداع یا حسین الوداع

کیا جانے کب لگائے گلے آن کے قضا
ماتم کرو سمجھ کے اسے آخری عزا
کر لو ابھی کر سکو جس قدر تم بکا
اگلے برس کہے گا وہی زندہ جو رہا
یا حسین الوداع یا حسین الوداع

نوحہ نمبر ۲۷

کہرام عجب آلِ محمدؐ میں بپا ہے

کہرام عجب آلِ محمد میں بپا ہے
اب سبطِ نبی بہر دغا رن کو چلا ہے
لپٹی ہوئی دامن سے یہ کہتی تھی سکینہ
میں جانے نہیں دوں گی یہ رن دشت بلا ہے
جو بھی گیا وہ لوٹ کے گھر میں نہیں آیا
قاسم کا اکبر کا نہ عمو کا پتہ ہے
اصغر ہیں کہاں آپ گئے تھے انہیں لے کر
کیا وہ بھی گرفتار بلا رن میں ہوا ہے

Presented by www.ziaraat.com

آپ آئے ہیں رخصت کے یہ فیصلہ کر کے
یوں ذوالجناحِ شاہ بھی ڈیوڑھی پہ کھڑا ہے
میں جا کے لپٹ جاؤں گی پاؤں سے جو اس کے
جائے گا نہ رہوار اگر کچھ بھی حیا ہے
گویا ہوئے لپٹا کے سکینہ کو یہ شبیر
جو کچھ بھی کہا تم نے میری لال بجا ہے
ہم جاتے ہیں لینے کیلئے پانی جو مل جائے
بیٹی کو میری تشنگی اب حد سے سوا ہے
فرمایا تڑپ کر یہ سکینہ نے کہ بابا
پانی کا نہ لیں نام مجھے مرنا روا ہے
بابا نہ کبھی مانگوں گی اب پانی کسی سے
اس پانی کی خاطر ہی چچا میرا جدا ہے
ناداں سے جب وقت سنے یاس کے کلمے
اک کوہِ الم دل پہ شہ دیں کے گرا ہے
پھر خود کو سنبھالا کہا بچی سے بصد یاس
جانے دو ہمیں بیٹا یہی حق کی رضا ہے
یہ سن کے سکینہ نے کہا جائیے بابا
اب آپ کا ہم سب کا محافظ ہی خدا ہے

رخصت کا انیس حال رقم کس طرح ہوگا
اب غم سے قلم بھی تو لہو دینے لگا ہے

نوحہ نمبر ۲۸

دین کا علم ہے زینب مضطر کے ہاتھ میں

دین کا علم ہے زینب مضطر کے ہاتھ میں
بیٹوں کو دیتی ہیں برادر کے ہاتھ میں
زینب نے اس طرح دیا عباس کو علم
احمد نے جس طرح دیا حیدر کے ہاتھ میں
کیا ہے یہ فوج شام ملے اذن جنگ تو
اب تو فتح ہے خادم سرور کے ہاتھ میں
شبیر بولے دیکھ لو کچھ فرق ہی نہیں
لگتا ہے یوں علم کہ ہے جعفر کے ہاتھ میں
عباس پہنچے نہر پہ تو موجیں کس قدر
بیتاب آنے کو تھیں دلاور کے ہاتھ میں
ذکرِ غمِ حسین عبادت ہے یا نہیں
یہ فیصلہ ہے شافع محشر کے ہاتھ میں
اب کیا کریں قبول نہیں عرش و فرش کو
اصغر کا خون ہے سبطِ پیمبر کے ہاتھ میں

Presented by www.ziaraat.com

کہتے تھے شاہ اٹھ کے بہن کو لکھو جواب
صغرا کا رکھ کے خط علی اکبر کے ہاتھ میں

زینب پکاریں قتل نہ کر پیاسا اے لعیں
خنجر جو دیکھا شمر ستمگر کے ہاتھ میں

اولاد والو گذرے گی کیا تم پہ اس گھڑی
دیکھا جو سوکھے کوزے کو دلبر کے ہاتھ میں

جب سے سکینہ قید ستم میں گذر گئی
رہتا ہے کرتا خوں بھرا مادر کے ہاتھ میں

مشکل کشا کو پیش کریں دیکھو کب انیس
عرضی ہے تیری حضرت قنبر کے ہاتھ میں

نوحہ نمبر ۲۹

سید کو مہماں بلا کے ستایا

زہرا علی کو اور نبی کو رلایا

کانوں پہ رکھے بانہیں اک بچی بھرتی تھی آہیں
آؤ چچا اعدا نے گھر کو جلایا

لیلیٰ کی کمائی اکبر لو کا سہارا اصغر
شبیر نے قرباں کر کے دین بچایا

کیا تجھ سے بتاؤں بھائی زہرا کی لٹی کمائی
قاصد صغرا وقت یہ ایسے آیا

صغرا کا نامہ پڑھ کر سرور نے کہا یہ رو کر
اٹھو اے اکبر بہن کا قاصد آیا

قاصد تو وطن جب جانا مرقد پہ نبی کے کہنا
شبیر نے سر کو دے کر دین بچایا

اب تو اے انیس مضطر نوحہ یہ پڑھیں گے جاکر
شاہ نے رضا پر جو تجھے بلایا

نوحہ نمبر ۳۰

اس الم میں جب کہ حضرت نے نہ پایا پانی

اس الم میں جو کہ حضرت نے نہ پایا پانی
سر کو ٹکراتا ہے اب بھی - لب دریا پانی

ہائے جب ساقیِ کوثر کا نہ بیٹا پانی
کاش اس عالمِ فانی میں نہ ہوتا پانی

حجتِ حکمِ الٰہی تھا ہر اک فصلِ حسینؑ
کیوں غلط کہتا ہے شبیرؑ نے مانگا پانی

Presented by www.ziaraat.com

غور سے سن یہ نہیں آہ و فغاں تو کیا ہے
شور کرتا ہے جو ہر دم لبِ دریا پانی

کوزے کو تھامے ہوئے آتے ہیں تصور میں صغیر
مانگ لیتا ہے کوئی مجھ سے جو پیاسا پانی

یادِ عباسؑ میں یہ حال سکینہ کا رہا
ہچکیاں بڑھ گئیں جب سامنے آیا پانی

حرملہ کرتا ہے بے شیر پہ یہ طرفہ ستم
مار کر تیر کو کہتا ہے کہ پایا پانی

یاد آجاتے ہیں پیاسے جو کوئی کہتا ہے
مجھ کو للہ پلادے کوئی تھوڑا پانی

صغرا کہتی ہے خدا خیر کرے پیاروں کی
ہر نفس آج تو ہوتا ہے کلیجہ پانی

خیر سے سارے مدینے کے مسافر ہوں انیس
خواب میں دیکھا ہے صغرا نے برستا پانی

نوحہ نمبر ۳۱

الوداع اے بے وطن

کہتی تھی شہ کی بہن ۔ الوداع اے بے وطن
اے مرے تشنہ دہن ۔ الوداع اے بے وطن

۲ بھوکے پیاسے بھی رہے ۔ ظلم اعدا کے سہے
خوگرِ رنج و محن ۔ الوداع اے بے وطن

۳ خنجرِ ظلم چلا ۔ شمر نے کاٹا گلا
ہائے محتاجِ کفن ۔ الوداع اے بے وطن

۴ کنبہ سب قتل ہوا ۔ کہنہ جامہ بھی لٹا
پارہ پارہ ہے بدن ۔ الوداع اے بے وطن

۵ اف تیری تشنہ لبی ۔ جانِ زہرا و نبی
دلبر قلعہ شکن ۔ الوداع اے بے وطن

۶ تیرا لاشہ نہ اٹھا ۔ ہے نگہبان خدا
لٹ کے جاتی ہے بہن ۔ الوداع اے بے وطن

۷ پشت پر ہاتھ بندھے ۔ سب کے ہیں سر بھی کھلے
تجھ کو کیسے دوں کفن ۔ الوداع اے بے وطن

Presented by www.ziaraat.com

جب میرا نام و نسب ۔ پوچھیں گے اہلِ عرب
کیا کہے گی ان سے بہن ۔ الوداع اے بے وطن
کتنی بے چین ہے ماں ۔ ڈھونڈنے جائے کہاں
اے جگر بندِ حسن ۔ الوداع اے بے وطن

٦ ہائے عباسِ جری ۔ بے ردا ہو کے چلی
زینبِ سوختہ تن ۔ الوداع اے بے وطن

٧ سو چکے اب تو اٹھو ۔ ماں کو آواز تو دو
اکبرِ شیر سخن ۔ الوداع اے بے وطن

٨ تھا یہ بانو کا بیاں ۔ دشت میں ڈھونڈے کہاں
اے میرے غنچہ دہن ۔ الوداع اے بے وطن
جاں نثارانِ امام ۔ تم پہ زینب کا سلام
ناصرِ شاہ زمن ۔ الوداع اے بے وطن
اے انیسِ شہ دیں ۔ بس قلم روک یہیں
خوں فشاں ہے انجمن ۔ الوداع اے بے وطن

نوحہ نمبر ۳۲

شاہِ دیں تنہا ہیں رن میں گرد فوجِ شام ہے

شاہِ دیں تنہا ہیں رن میں گرد فوجِ شام ہے
چور ہے زخموں سے تن اور عصر کا ہنگام ہے

تا بہ محشر مل نہیں سکتی حسین ایسی مثال
ہے رواں خنجر گلے پر لب پہ حق کا نام ہے

حق کی نصرت میں جمائے یوں قدم شبیر نے
صبر کے آگے ہر اک ظلم و جفا ناکام ہے

مسجدیں کعبہ نمازیں اور اذاں ہوتی کہاں
فیضِ شبیری ہے جو قائم ابھی اسلام ہے

سر کٹا دینا مگر آگے نہ جھکنا ظلم کے
پیکرِ انسانیت کا سب کو یہ پیغام ہے

ڈر نہ جانا کہتے تھے دفنا کے اصغر کو حسین
ہم بھی آئے ہیں قریں اب عصر کا ہنگام ہے

کیا کہوں اصغر بتاؤ پوچھے گر مجھ سے کوئی
منتظر اب تک درِ خیمہ پہ وہ ناکام ہے

Presented by www.ziaraat.com

رات ہونے کو ہے جانے دو یہ کہتی تھی رباب
ڈھونڈتا ہوگا مجھے تنہا میرا گلفام ہے
ننھی ہولی مارا ہے ظالم نے میرے کمسن کو تیر
وہ تڑپتا ہے ابھی یا اس کو کچھ آرام ہے
اس طرح اجڑی رباب اک جا پہ رہ سکتی نہیں
دور کتنی کربلا اور کربلا سے شام ہے
یہ بکا یہ مجلس و ماتم جلوس اور تعزیہ
ظلم و استبداد کی تاریخ کا انجام ہے
یاد اب کچھ بھی نہیں بس ہوش اتنا ہے انیس
ذکرِ آلِ مصطفےٰ بخشش کا سرانجام ہے

نوحہ نمبر ۳۳

سب سے چھپ کر شرم سے کبریٰ اپنے بنے کو روتی ہے

سب سے چھپ کر شرم سے کبریٰ اپنے بنے کو روتی ہے
شب بیداری کرتی ہے دلہن ساری دنیا سوتی ہے
درد و الم کے پھول سجا کر نذرِ عقیدت کرنے کو
اشکِ مسلسل کے قطروں سے سوکھی قبر بھگوتی ہے
ہاتھ میں مہندی ٹکڑے بدن اور خاک پہ لڑیاں سہرے کی
خواب میں آجاتا ہے یہ منظر جب بھی دلہن سوتی ہے
شامِ غریباں کے منظر زینب کی ہیں نظروں میں ابتک
یاد آجاتے ہیں جس دم دن ڈھلتا ہے شام ہوتی ہے
گریہ کناں تھے ظلم و جفا مت مار طمانچے اس کو لعین
چھین نہ اس بچی کے گوہر شیرِ خدا کی پوتی ہے
اہلِ شقاوت کیا سمجھیں گے آنسو کیسا گوہر ہے
حشر کے دن یہ راز کھلے گا اشکِ عزا کیا موتی ہے
قتل ہوا کبریٰ کا شوہر مارا گیا صغرا کا برادر
ایک سہاگن بیوہ ہوئی اک بھائی کو اپنے روتی ہے
ایک بہن ننھی سی ہے مضطر باپ چچا کی فرقت سے
ان کی طرح جو سوتی نہیں ہے رو رو کر جاں کھوتی ہے
صغرا کبریٰ اور سکینہ بہنیں ایک سا غم
فرقت ان کی قلب پہ ہر دم غم کے تیر چبھوتی ہے
کرب و بلا سے شام تلک راہوں میں انیس ہیں زینب
صبر و صداقت کی مالا میں جو نشتر پھول پروتی ہے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۳۴

غضب کا آیا ہے قاسم شباب سہرے میں

غضب کا آیا ہے قاسم شباب سہرے میں
چمک رہے ہیں کئی آفتاب سہرے میں
مثال دونوں جہاں میں نہ مل سکے جن کی
دکھائی دیتے ہیں وہ ماہتاب سہرے میں
حسنؑ کی صلح کا جنگِ حسین کا مقصد
ملیں گے دونوں سوال وجواب سہرے میں
خدا ہی خیر کرے دولہا اور دلہن کی
کچھ آرہا ہے نظر انقلاب سہرے میں
جو دیکھتا ہے وہ کرتا ہے نالہ وشیون
عجب طرح کا ہے اضطراب سہرے میں
لہو کی دھار نظر آرہی ہیں سب لڑیاں
مشابہ اتنے ہیں خوں سے گلاب سہرے میں
کرے نہ دولہا شکایت بروز حشر کہیں
اسی لیے تو ہے لپٹی تراب سہرے میں

شمار کیسے ہوں اس درجہ کھوٹتی ہے ضیا
پروئے ایسے ہیں گل بے حساب سہرے میں
ذرا سا غور کروگے انیس پڑھ لوگے
کیے ہیں ہم نے رقم کتنے باب سہرے میں

نوحہ نمبر ۳۵

خیمے سے نکلا دلبرِ فروہ پئے رضا

خیمے سے نکلا دلبرِ فروہ پئے رضا
شورِ فغاں حسین نے جس وقت یہ سنا
پھرنے لگی نگاہوں میں تصویر مجتبےٰ
یک بارگی خیام کو دیکھا نظر اٹھا
منظر جو دیکھا تھام لیا شاہ نے جگر
ہاتھوں کو باندھے آتے ہیں قاسم جھکائے سر
بڑھ کر گلے بھتیجے کو اپنے لگا لیا
جب پیار کر چکے تو یہ شبیر نے کہا
میں صدقے جاؤں کس لیے یہ اسلحہ سجا
کچھ بولتے نہیں ہو بتاؤ سبب ہے کیا

Presented by www.ziaraat.com

کیوں رنگ سرخ اور کبھی زرد ہوتا ہے
کیا رنج ہے جو قلب توانائی کھوتا ہے

گر کر قدم پہ قاسم نوشاہ نے کہا
یارا نہیں ہے ضبط کا اے شاہِ کربلا
بہرِ خدا قبول کریں میری التجا
رن کی اجازت اب تو ہمیں دیجئے چچا
دونوں پسر پھوپھی کے سوئے خلد چل دیئے
ہم دیکھتے ہی رہ گئے اور کچھ نہ کر سکے

شفقت سے شاہِ والا نے قاسم سے یہ کہا
کیسے تمہاری آرزو پوری ہو مہ لقا
بھائی کی یادگار کو کیسے کروں جدا
پاتا نہیں ہوں اس کے لیے خود میں حوصلہ
اذنِ وغا میں دوں تمہیں بے جا ہے یہ خیال
بھابھی کی بیوگی کا سہارا تم ہی لال

یہ سن کے شاہ سے چلا نوشاہ حق شناس
سر کو جھکائے خیمے میں آیا اداس اداس
فرمان شہ کا ماں کو سنایا بہ درد و یاس
فروا نے جب سنا تو ہوئیں غم سے بے حواس

کہتی تھیں ہائے کتنا اذیت کا وقت ہے
آؤ حسن مدد کو مصیبت کا وقت ہے

یک بارگی خیال یہ قاسم کو آگیا
رحلت کے وقت بابا نے مجھ سے تھا کچھ کہا
اب اس سے زیادہ وقت مصیبت کا ہوگا کیا
تعویذ دیکھوں کھول کے اس میں ہے کیا لکھا
تحریر اس میں تھا کہ نہ بیٹا ملول ہو
فدیہ حسین میرے پسر کا قبول ہو

یہ پڑھتے ہی اداس جو چہرہ تھا کھل گیا
لیجا کے خط وہ بابا کا عموں کو دے دیا
سرور نے لے کے ہاتھ سے قاسم کے خط پڑھا
ہو کر اداس کہنے لگے سبطِ مصطفےٰ
خیمہ میں جاؤ اور لو مادر سے تم رضا
اک رات کی دلہن سے بھی ہو آنا الوداع

القصہ خیمہ گاہ سے قاسم ہوئے رواں
فوج عدو کے قتل کیئے نامی پہلوان
حملے کیے وہ کہتے تھے کفار الاماں
کب تک جہاد لاکھوں سے کرتا وہ ناتواں

Presented by www.ziaraat.com

نرغہ کیا لعینوں نے برسائے پہلے تیر
اور بعد کو بر لگائے لگے برچھیاں شریر

قاسم نے دی صدا کہ خبر لیجیے چچا
دوڑے یہ سنتے ہی سوئے مقتل شہ ہدا
عباسؑ ساتھ ساتھ بڑھے سوئے اشقیاء
لیکن کہیں نہ قاسمِ مضطر نظر پڑا
حملہ سپاہِ شام پہ دونوں نے کر دیا
فوجیں پکاریں رحم کرو ابنِ مرتضٰے

اجڑا جو قلب سینے میں وہ میسر اگرا
بکھری سپاہِ شام قدم پھر نہیں جما
اس عالمِ نزع میں یہ کیسا غضب ہوا
قاسم کا لاشہ گھوڑوں نے پامال کر دیا
ٹکڑے دلِ حسن کے جو رن میں بکھر گئے
غم سے علی کی بیٹیوں کے چہرے اتر گئے

دل کو سنبھال کر بڑھے پھر شاہِ کربلا
ٹکڑے تلاش لاش کے کرتے تھے جا بجا
چن چن کے تن حسن کے پسر کا جمع کیا
اور اس کو باندھا اپنی عبا میں بعد بکا

پہنچے جو لے کے لاش خیمہ میں شاہِ دیں
کبریٰ الم سے میتِ قاسم پہ گر پڑیں

فروہ کے بین حسن کے حرم کا تھا غیر حال
گٹھڑی سے لپٹی کہتی تھی مادر بصد ملال
اعدا نے ایسا کر دیا لاشے کو پائمال
لپٹاؤں کیسے تجھ کو کلیجے سے اپنے لال
ماں دیکھتی ہی رہ گئی اور تم گزر گئے
سب ٹکڑے ٹکڑے حسرت و ارمان کر گئے

دشمن کو بھی انیس نہ دکھلائے یہ خدا
جیسا کہ گزرا فروا و کبریٰ پہ سانحہ
کیسا عجیب سوز لیے ہے یہ حادثہ
تیرہ سو سال بعد بھی غم ہوتا ہے سوا
خورد و کلاں ہیں ماتمِ قاسم میں اشکبار
اک بدنصیب دولہا کی ہر سمت ہے پکار

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۳۶

زینب لپٹ کے روئیں عباسؑ کے علم سے

زینب لپٹ کے روئیں عباسؑ کے علم سے
سیدانیاں تھیں مضطر چہرے تھے زرد غم سے

لپٹی ہوئی علم سے کہتی تھی بنتِ زہرا
کس وقت بیکسی میں عباسؑ بچھڑے ہم سے

عباس مر گئے ہیں سن کر خبر یہ شہ سے
تصویرِ یاس و حسرت ہر بی ہے الم سے

اک حشر سا بپا ہے ارض و سماں میں زلزل
آہ و بکا کا طوفاں اٹھتا ہے کوہِ الم سے

بچی نے ماں سے پوچھا کیوں اتنا رو رہی ہو
عمو نہیں ملیں گے کیا پھر نہ ہم سے آ کے

بابا چچا کہاں ہیں لائے ہو کیوں علم کو
یہ پوچھتی تھی بچی لپٹی شہِ امم سے

بالی سکینہ لائی لب پہ نہ العطش پھر
سہمی بچھڑ کے ایسی عباسؑ ذی حشم سے

الفت اور وفا کی زندہ مثال بن کر
مشکِ سکینہ اب بھی ہے منسلک علم سے

بھائی سے بھائی بچھڑے جس کا تو اس کی حالت
دردآشنا سے پوچھو یا پھر انیسِ غم سے

نوحہ نمبر ۳۷

ہوگیا مرنا ستم عباسؑ کا

کیسا قیامت ہے غم عباسؑ کا
ہوگیا مرنا ستم عباس کا

خیمے میں غل ہے بپا ہے ہائے علمدارِ شاہ
کرتے ہیں ماتم حرم عباس کا۔ ہوگیا مرنا ستم عباس کا

پانی جو سب بہہ گیا خود بھی وہیں رہ گیا
آیا نہ پھر کر قدم عباس کا۔ ہوگیا مرنا ستم عباس کا

بولے شہِ انس و جاں ضبط ہو کیوں کر فغاں
جینے نہ دے گا یہ غم عباسؑ کا۔ ہوگیا مرنا ستم عباس کا

رنج ہوا اس قدر جھک گئی شہ کی کمر
جب ہوا بازو قلم عباسؑ۔ ہوگیا مرنا ستم عباس کا

تھے یہ سکینہ کے بین مٹ گیا دنیا سے چین
اب کہاں لطف و کرم عباس کا۔ ہوگیا مرنا ستم عباس کا

جب سے چچا سے چھٹی پانی نہ مانگا کبھی
ایسا بڑھا دردِ غم عباس کا ہوگیا مرنا ستم عباسؑ کا

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۳۶

زینب لپٹ کے روئیں عباسؑ کے علم سے

زینب لپٹ کے روئیں عباس کے علم سے
سیدانیاں تھیں مضطر چہرے تھے زرد غم سے

لپٹی ہوئی علم سے کہتی تھی بنتِ زہرا
کس وقت بیکسی ہیں عباسؑ بچھڑے ہم سے

عباس مر گئے ہیں سن کر خبر یہ شہ سے
تصویر یاس و حسرت صغریٰ بی ہے الم سے

اک حشر سا بپا ہے ارض و سماں میں زلزل
آہ و بکا کا طوفاں اٹھتا ہے کوہِ الم سے

بچی نے ماں سے پوچھا کیوں اشکبار رہی ہو
عمو نہیں ملیں گے گیا پھر نہ ہم سے آ کے

بابا چچا کہاں ہیں لائے ہو کیوں علم کو
یہ پوچھتی تھی بچی لپٹی شہِ امم سے

بالی سکینہ لائی لب پہ نہ العطش پھر
سہمی بچھڑ کے ایسی عباسؑ ذی حشم سے

الفت اور وفا کی زندہ مثال بن کر
مشک سکینہ اب بھی ہے منسلک علم سے

بھائی سے بھائی بچھڑے جس کا تو اس کی حالت
درد آشنا سے پوچھو یا پھر انیسِ غم سے

نوحہ نمبر ۳۷

ہو گیا مرنا ستم عباسؑ کا

کیسا قیامت ہے غم عباسؑ کا
ہو گیا مرنا ستم عباس کا

خیمے میں غل ہے بپا ہے ہائے علمدار شاہ
کرتے ہیں ماتم حرم عباس کا۔ ہو گیا مرنا ستم عباس کا

پانی جو سب بہہ گیا خود بھی وہیں رہ گیا
آیا نہ پھر کر قدم عباس کا۔ ہو گیا مرنا ستم عباس کا

بولے شہ انس و جاں ضبط ہو کیونکر فغاں
جینے نہ دے گا یہ غم عباسؑ کا۔ ہو گیا مرنا ستم عباس کا

رنج ہوا اس قدر جھک گئی شہ کی کمر
جب ہوا بازو قلم عباسؑ۔ ہو گیا مرنا ستم عباس کا

تھے یہ سکینہ کے بین مٹ گیا دنیا سے چین
اب کہاں لطف و کرم عباس کا۔ ہو گیا مرنا ستم عباس کا

جب سے چچا سے چھٹی پانی نہ مانگا کبھی
ایسا بڑھا دردِ غم عباس کا ہو گیا مرنا ستم عباسؑ کا

Presented by www.ziaraat.com

کرتی ہیں رانڈیں یہ بین، قتل نہ ہوتے حسینؑ
رہتا اگر دم میں دم عباس کا، ہوگیا مرنا ستم عباسؑ کا
روک انیسؔ اب قلم ہوگیا تازہ یہ غم
اور سوا ہے اَلم ہے عباسؑ کا۔ ہوگیا مرنا ستم عباسؑ کا

نوحہ نمبر ۳۸

ہائے علمدارِ شہ کربلا

ہائے علمدارِ شہ کربلا   ہائے علمدارِ شہ کربلا
اہلِ محرم کرتے ہیں آہ و بکا   ہائے علمدارِ شہ کربلا
تجھ کو بہشتی سکینہ لکھوں   یا کہ وفاؤں کا سفینہ لکھوں
بازوئے سلطانِ مدینہ لکھوں   تشنہ لبوں کا ہے تو ہی آسرا
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
ہاتھوں میں کوزے لیے تشنہ جگر   در پہ ہیں اطفال کھڑے بے خطر
جانبِ دریا ہے ہر اک کی نظر   لائے ابھی پانی بنِ لافتےٰ
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
پانی بھی دریا بھی نہ کچھ دور تھا   شیرِ یداللہ نہ مجبور تھا

راہِ وفا کا یہی دستور تھا   آئے نہ پانی تو ہو سر ہی جدا
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
گرد چھٹی جب نظر آیا علم   آگیا بچوں کے بھی کچھ دم میں دم
بالی سکینہ کی ندا تھی بہم   آؤ پیو پانی وہ لائے چچا
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
پایا نہ بچوں نے جو عباس کو   سکتہ ہوا بھول گئے پیاس کو
قطع کیا حادثہ نے آس کو   ہوگئے جو قتل بنِ مرتضےٰ
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
صدمہ ہوا بھائی کا کچھ اس قدر   جھک گئی شبیرؑ کی غم سے کمر
یاس سے تکتے تھے ادھر اور ادھر   اب نہ کوئی مونس و یاور رہا
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
آئے جونہی خیمے میں شاہِ امم   آگئیں سیدانیاں زیرِ علم
نوحہ و ماتم کی صدا تھی بہم   مشک و علم جب کہ بڑھا گیا
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
گونجا جونہی قولِ امامِ مبیں   بازو کو تکنے لگیں زینبِ حزیں
لٹنے کا چادر کے ہوا اب یقیں   جس سے تھی ڈھارس وہی مارا گیا
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
بین سکینہ کے تھے یہ دلخراش   لائے نہ بابا ہیں کیوں عمو کی لاش

Presented by www.ziaraat.com

بیبیوں کے سُنکے تھے دل پاش پاش   کس طرح سمجھائیں سکینہ کو آہ
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
ہائے بنی ہاشم کے قمر پُر ضیا   بعد شہادت یہ تری کیا ہوا
چاند کو زہرا کے گہن لگ گیا   کرتے ہیں غمخوار یہ کہہ کر بکا
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا
اب نہ انیس اور نہ غمخوار ہیں   یکہ و تنہا شہِ ابرار ہیں
لاکھوں اُدھر فوجِ ستمگار ہیں   وقت مدد اب ہے امامِ وفا
کربلا کربلا۔ ہائے علمدارِ شہ کربلا

نوحہ نمبر ۳۹

حضرتِ عباسؑ ہیں شیرِ نیستانِ وفا

حضرتِ عباسؑ ہیں شیرِ نیستانِ وفا
بے وفا عالم میں ہیں یہی دل و جانِ وفا
گود میں ام البنین بیٹھی ہیں لے کر وہ قمر
خود وفا قربان جس پر اور وہ قربانِ وفا
کیوں نہ ہوں مسرور جا کر گود میں شبیر کی
رحلِ عصمت پر رکھا ہے لا کے قرآنِ وفا

عصمت کل تو نہیں لیکن حقیقت ہے یہی
مثلِ عصمت کتنا پاکیزہ ہے دامانِ وفا
ہو گئی حاجت تا بہ محشر اب نہ شانے کی کبھی
تو نے یوں سلجھائی ہے زلفِ پریشانِ وفا
خیبر و صفین و خندق باپ کے زیرِ نگیں
اور بیٹے نے کیا سر بڑھ کے میدانِ وفا
حکم تھا پانی کے لانے کا نہ تھا اذنِ جہاد
بن گیا جرار کو میدان زندانِ وفا
ہوں جدا شانے بلا سے جان جائے غم نہیں
ساحلِ دریا پہ ہو تکمیل عنوانِ وفا
جب شہیدانِ وفا کا ہو گیا شامل لہو
بن گیا کربل کا بن شہر نگارانِ وفا
شانے کٹ جانے پہ بھی گرنے نہیں دیتا اسے
بن گئی مشکِ سکینہ مثلِ قرآنِ وفا
مشک ہے اب تک علم کے ساتھ یوں لپٹی ہوئی
لوٹنے پائے سکینہ سے نہ پیمانِ وفا
یہ ہے سر سبطِ نبی کا وہ علی کے لال کا
ایک قرآنِ امامت ایک قرآنِ وفا

Presented by www.ziaraat.com

شاہ کے روضہ کا پرچم کہہ رہا ہے یہ انیس
دلبرِ زہرا ہے اب بھی زیرِ دامانِ وفا

نوحہ نمبر ۴۰

وفا کے شہر کے معمار حضرتِ عباسؑ

وفا کے شہر کے معمار حضرتِ عباس
حسینی فوج کے سالار حضرتِ عباس
حفاظت حرمِ سبطِ مصطفےٰ کے لیے
تمام شب رہے بیدار حضرتِ عباسؑ
نظر میں پھر گیا نقشہ چچا بھتیجی کا
علم ہوا جو نمودار حضرتِ عباس
ہے منتظر درِ خیمہ پہ دخترِ شبیر
کہ پانی لائیں گے غمخوار حضرتِ عباسؑ
کمر کو تھامے ہوئے کہتے جاتے تھے شبیر
کہاں ہے میرا علمدار حضرتِ عباسؑ
حسینؑ کہتے تھے بھائی کے بعد کیا جینا
ہے اپنی زندگی دشوار حضرتِ عباسؑ

کبھی نہ مانگوں گی پانی خدارا آجاؤ
سکینہ کرتی ہے اقرار حضرتِ عباسؑ
تمہاری بالی سکینہ ہے سخت مشکل میں
جفا سے نیلے ہیں رخسار حضرتِ عباسؑ
تمہارے بعد عدو نے جلا دیئے خیمے
نبیؐ کا لٹ گیا گلزار حضرتِ عباسؑ
ردائیں چھینتے ہیں سر سے اعدا رانڈوں کی
نہیں ہے کوئی طرفدار حضرتِ عباسؑ
گلا بندھا ہے رسن سے سکینہ پیاری کا
ہے سانس لینا بھی دشوار حضرتِ عباسؑ
یہ نوحہ وردِ زباں تھا انیس سرور کے
کہاں ہو میرے وفادار حضرتِ عباسؑ

نوحہ نمبر ۴۱

غش میں ہیں زینب و کلثوم سنبھالو عباسؑ

غش میں ہیں زینب و کلثوم سنبھالو عباس
جلتی ریتی سے سکینہ کو اٹھالو عباسؑ

Presented by www.ziaraat.com

گھیرے ہیں دشمنِ جاں مارتے ہیں نیزہ و تیر
آکے شبیر کو اعدا سے بچالو عباسؑ

ٹھوکریں کھاتے ہیں گرتے ہیں شہ دیں زمیں
آکے دریا سے برادر کو سنبھالو عباسؑ

شاہ کہتے تھے میرے دل میں ہے حسرت کب سے
بھائی کہہ کر تو ذرا مجھ کو پکارو عباسؑ

شمر ملعون کا اب رخ ہے سکینہ کی طرف
اپنے دامن میں ذرا آکے چھپالو عباسؑ

خون ہے کانوں سے رواں آگ دھواں تنہائی
اپنی پیاری کو کلیجے سے لگالو عباسؑ

ڈھونڈتی پھرتی ہے دکھیا سرِ مقتل کب سے
دے کے آواز قریں اپنے بلالو عباسؑ

شدتِ پیاس سے جیتی نہیں ضد کرتی ہے
پانی معصوم سکینہ کو پلالو عباسؑ

ضد بھی کرتی ہے سکینہ نہیں سوتی شب کو
اپنے زانو پہ اسے آکے سلالو عباسؑ

دھیان پردے کا تھا جبکہ وہ کھلے سر ہے اسیر
لاکے چادر کوئی زینب کو اڑھادو عباسؑ

بین زینب کے تھے مارے گئے مقتل میں حسینؑ
صفِ غم سبطِ پیمبر کی بچھالو عباسؑ

سب کو نہلا کے سوئے نہر یہ منہ کر کے کہا
آؤ ناقے پہ بہن اپنی بٹھالو عباس

نوحہ یہ جا کے پڑھیں روضہ پہ سب مل کے انیس
دل میں حسرت ہے یہی جلد نکالو عباسؑ

نوحہ نمبر ۴۲

حیف تجھ پہ فرات کے پانی

حیف تجھ پہ فرات کے پانی　　تجھ کو تیرے رسول کے جانی
قوم اعدا کی دیکھی من مانی　　پھر بھی تجھ میں نہ آئی طغیانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

تیرا آتا ہے جب کبھی بھی خیال　　دل کو ہوتا ہے اور رنج و ملال
بے رخی میں کیا ہے تو نے کمال　　مہر زہرا میں تو تو تھا پانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

تو نے باطل سے رشتے کو جوڑا　　حق پرستوں سے تو نے منہ موڑا
تو نے خود اپنا ہی چلن چھوڑا　　نالے کرتے ہیں اب بھی زبانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

Presented by www.ziaraat.com

موجوں نے تجھ سے التجا بھی کی — حق سے تیرے لیے دعا بھی کی
سر کو ٹکرایا اور بکا بھی کی — تو نے نہ اس کی ایک بھی مانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

تو ہی کر لیتا کاش سقائی — کیوں بچھڑتا حسین کا بھائی
اور جاتی نہ شہ کی بینائی — دے سکا نہ تو کوئی قربانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

تیرے ساحل پہ مشک کو لیکر — آیا جب بھرنے ثانیِ جعفر
کس لیے پیٹا پاؤں سے آکر — تو نے کی اس گھڑی بھی نادانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

در پہ ہیں منتظر صغیر تمام — تھامے ہاتھوں میں خشک کوزہ و جام
جاں بلب ہیں تمام تشنہ کام — تیرے ساحل پہ یہ پریشانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

پڑ گئی مشک اور علم پہ نظر — تھامے کوزوں کو سب بڑھے یکسر
ہائے اس کی کہاں تھی ان کو خبر — کچھ کرے گا نہ پاسِ مہمانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

در پہ خیمے کے منتظر تھی ماں — ہو کے سیراب آئے گا ناداں
اب وہ کھوتی ہے غم سے اپنی جاں — بن گیا تو جفاؤں کا پانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

جب بنائی تھی تربتِ اصغر — کر رہا تھا تو خاطرِ لشکر
کیا بچھڑ کے حسین مرقد پر — دیکھی وہ تو نے اشک افشانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

تپتے صحرا میں لُو کے وہ جھونکے — اور بھڑکتے تھے خیموں میں شعلے
تو نے جب بھی نہ اپنے در کھولے — بن سکتا تھا شکلِ طوفانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

استغاثہ جو تجھ کو تڑپاتا — شکلِ سیلاب میں بدل جاتا
توڑ کر گھاٹ کو نکل آتا — اب پٹکتا ہے سر کالاماتی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

تو جو ہوتا انیسِ شاہِ ہدا — پھر نہ تو اس طرح کبھی بہتا
شرم و غیرت سے خشک ہو جاتا — تیرے کردار پہ ہے حیرانی
حیف تجھ پر فرات کے پانی

نوحہ نمبر ۴۳

کہتے تھے یہ عباسؑ سکینہ سے کہ دلبر

کہتے تھے یہ عباس سکینہ سے کہ دلبر
دے دو ہمیں مشکیزہ ابھی لاتے ہیں بھر کر

Presented by www.ziaraat.com

بس اتنا کرم حال پہ عمو کے یہ کر دو
بابا سے رضا ان کی دلا دو ہمیں جا کر

یہ سنتے ہی مشکیزہ سکینہ نے اٹھایا
پہنچی لیے عمو کو حضورِ شہِ صفدر

لے آئے سفارش کو کسے ساتھ میں بھیا
رد کر سکے جس کو نہ کبھی سبطِ پیمبر

اندیشہ تھا جس کا وہی قسمت نے دکھایا
آئے نہیں عباس بھی مقتل سے پلٹ کر

شہ نے کہا بھرنے دیں اگر مشک تو بھرنا
لڑنا نہیں اے بھائی میرے نہرِ لبن پر

سینے سے لپٹ جاؤ چچا کو کرو رخصت
تب جائیں سوئے نہر تری مشک کو لیکر

ہو جائے اگر دیر تو گھبرانا نہ بی بی
پانی ابھی لائیں گے جو آجائے میسّر

رہنا درِ خیمہ پہ نہ گھبرا کے نکلنا
مقتل سے اگر غم کی خبر دے کوئی آکر

تم تڑپو گی یا روؤ گی یا نوحہ کرو گی
ہم بھی وہاں دن رات گزاریں گے تڑپ کر

اس آس میں پانی ابھی آیا ابھی آیا
سب در پہ جمع ہو گئے زہرا کے گلِ تر

عمو میرے لاتے ہیں ابھی نہر سے پانی
بچوں سے یہ کہتی تھی سکینہ لیے ساغر

ترخوں میں نظر آیا جو عباس کا پرچم
سیدانیوں میں غم سے بپا ہو گیا محشر

پڑھتے ہوئے یہ نوحہ علم لائے شہِ دیں
ماتم کرو مارے گئے عباسِ دلاور

عباس کے بعد اتنے تھے سہمے ہوئے بچے
شورِ العطش پھر نہ سنا خیمے سے باہر

وہ سوز دیں نوحے کو انیس آپ کے زینب
سن لے تو کلیجہ پھٹے رونے لگے پتھر

نوحہ نمبر ۴۴

ہائے چچا جاں میرے

آتی تھی خیمے کے در سے یہ صدا۔ عباسؑ عباسؑ عباسؑ
کس لیے واپس نہیں آئے چچا۔ عباسؑ عباسؑ عباسؑ

Presented by www.ziaraat.com

غسل ہے یہ کیسا مچا۔ ہائے چچا جاں میرے
سانحہ گزرا ہے کیا۔ 〃 〃 〃
کرتے ہیں سب کیوں بکا۔ 〃 〃 〃
گھٹنے لگا دم میرا۔ 〃 〃 〃
بابا بھی ہیں نوحہ گر۔ ہائے چچا جاں میرے
پیٹتے ہیں اپنا سر۔ 〃 〃 〃
رہ گئے کیوں نہر پر 〃 〃 〃
لوٹ کے آئے نہ گھر 〃
آتی تھی خیمے کے در سے صدا۔ کس لیے واپس نہیں آئے چچا
دیر کیوں اتنی لگی۔ ہائے چچا جاں میرے
کیوں نہ خبر میری لی۔ 〃 〃 〃
یاد نہ آئی میری۔ 〃 〃 〃
مجھ سے خطا کیا ہوئی۔ 〃
آتی تھی خیمے کے در سے صدا۔ کس لیے واپس نہیں آئے چچا
دیر کا ہے کیا سبب۔ ہائے چچا جاں میرے
درد ہے دل میں عجب۔ 〃 〃 〃
پیاس سے ہوں جاں بلب۔ 〃 〃 〃
دیکھئے آتے ہیں کب۔ 〃 〃
آتی تھی خیمے کے در سے صدا۔ کس لیے واپس نہیں آئے چچا

روتا ہے سب گھر کا گھر۔ ہائے چچا جاں میرے
پکڑے ہیں بابا کمر۔ 〃 〃 〃
کر گئے کس جا سفر۔ 〃 〃 〃
شور ہے کیوں نہر پر 〃
آتی تھی خیمے کے در سے صدا۔ کس لیے واپس نہیں آئے چچا
ملتی نہیں کچھ خبر۔ ہائے چچا جاں میرے
کیا کروں جاؤں کدھر۔ 〃 〃 〃
ہوگیا ویران گھر۔ 〃 〃 〃
لگتا ہے اب مجھ کو ڈر۔ 〃 〃
آتی تھی خیمے کے در سے صدا۔ کس لیے واپس نہیں آئے چچا
پیاس سے ہے دل کباب۔ ہائے چچا جاں میرے
بھول گئے کیا جناب۔ 〃 〃 〃
اب نہیں مانگوں گی آب۔ 〃 〃 〃
دیجیے کچھ تو جواب۔ 〃
آتی تھی خیمے کے در سے صدا۔ کس لیے واپس نہیں آئے چچا
کرتی ہوں جب میں فغاں۔ ہائے چچا جاں میرے
روتے ہیں شاہ زماں۔ 〃 〃 〃
کس سے کروں یہ بیاں۔ 〃 〃 〃

Presented by www.ziaraat.com

وقت ہے نامہرباں ۔ ۔ ۔

آتی تھی خیمے کے در سے صدا۔ کس لیے واپس نہیں آئے چچا

ڈھونڈنے جاؤں کہاں۔ ہائے چچا جان میرے

میرے انیس ہو کہاں۔ ۔ ۔

حشر ہے گھر میں عیاں۔ ۔ ۔

پیاس سے دل ہے تپاں ۔ ۔ ۔

آتی تھی خیمے کے در سے صدا۔ کس لیے واپس نہیں آئے چچا

نوحہ نمبر ۴۵

میرا اکبر ہے کہاں

پوچھتی تھی شہ والا سے یہ رو کر لیلیٰ ۔ میرا اکبر ہے کہاں

گھر میں آیا نہیں لوٹ کے جب سے ہے گیا۔ میرا اکبر ہے کہاں

دل سنبھالو شہ والا نے یہ لیلیٰ سے کہا ۔ کیا کروں تم سے بیاں

قوتِ صبر کرے تم کو خداوند عطا ۔ کیا کروں تم سے بیاں

گھر سے نکلے ہوئے دیر بہت اس کو ہوئی ۔ کوئی افتاد پڑی

آیا دن ڈھلنے کو بتلایئے اے شاہ ہدا ۔ میرا اکبر ہے کہاں

میرے نام ہیں جہاں پہ رہیں وہیں پر اکبر ۔ یوں نہیں ہو مضطر

چاہیے صبر کہ ہے منزلِ تسلیم و رضا ۔ کیا کروں تم سے بیاں

منہ کو آتا ہے جگر چین نہیں اک پل کو۔ کیا ہوا ہے دل کو

کچھ تو بتلائیں میرا لال ہے کیا مجھ سے خفا۔ میرا اکبر ہے کہاں

دل ہے بے چین جو ممتا کی تڑپ ہے لیلیٰ ۔ تھی یہ مرضیٔ خدا

ایک دن ہونا ہے ہر اک کو ہر اک سے جدا۔ کروں تم سے بیاں

کس لیے آپ پریشاں ہیں میرے آقا ۔ جب سے اکبر ہے گیا

میں تو لونڈی ہوں بتا دیجئے پس و پیش ہے کیا ۔ میرا اکبر ہے کہاں

خم کمر پہلے ہوئی نور بھی آنکھوں کا گیا ۔ اس لیے غم ہے سوا

کیسے بتاؤں تمہیں سن کے نہ آجائے قضا ۔ کیا کروں تم سے بیاں

رن میں جو بھی گیا وہ لوٹ کے کب ہے آیا ۔ کشتۂ ظلم ہوا

کیا اسی طرح میرے لال کو بھی قتل کیا ۔ میرا اکبر ہے کہاں

رن میں جاتے ہی نہیں لوٹ کے آنے کے لیے ۔ حق پہ مرنے والے

ان میں اکبر بھی میرا تھا جو ہوا حق پہ فدا ۔ کیا کروں تم سے بیاں

جب سنا ماں نے انیس ہو گیا اکبر بھی نثار ۔ کیا کہوں حالتِ زار

پھر نہ لیلیٰ نے کسی سے یہ کبھی بھی پوچھا ۔ میرا اکبر ہے کہاں

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۴۶

اے میرے لال اکبر آواز دو کہاں ہو

اے میرے لال اکبر آواز دو کہاں ہو
ڈھونڈے کہاں یہ مادر۔ آواز دو کہاں ہو

میں منتظر ہوں بیٹا یہ تو کہو ہوا کیا
آئے نہ رن سے پھر کر۔ آواز دو کہاں ہو

تم سے بچھڑ کے دلبر زندہ رہے نہ سرور
پھوٹا میرا مقدر۔ آواز دو کہاں ہو

اے لال میں کہوں کیا غم کے پہاڑ ٹوٹے ہیں
سب لٹ گیا بھرا گھر۔ آواز دو کہاں ہو

سینے کا زخم تم نے مادر سے کیوں چھپایا
کچھ تو بتاؤ دلبر آواز دو کہاں ہو

روٹھے ہو گر مناؤں روداد غم سناؤں
اے روح و جانِ مادر۔ آواز دو کہاں ہو

برچھی جگر پہ کھا کے سوتے ہو تم کہاں پر
اے ثانیِ پیمبر۔ آواز دو کہاں ہو

پر ہول ہے بیاباں ماں ہے بہت پریشاں
تم آئے اور نہ اصغر آواز دو کہاں ہو

برپا ہوا اطلاطم جب ماں نے یہ صدا دی
للہ بہرِ داور۔ آواز دو کہاں ہو

تنہا ہمیں سمجھ کر لینے کو سر سے چادر
آتے ہیں بانیِ شر آواز دو کہاں ہو

خیمے جلے پڑے ہیں سر ننگے ہم کھڑے ہیں
دیکھو تو لال اکبر آواز دو کہاں ہو

اب کیسے دل سنبھالے اٹھارہ سال والے
قربان جائے مادر آواز دو کہاں ہو

چاروں طرف ہے لشکر بلوہ میں ہوں کھلے سر
شرم و حیا کے پیکر آواز دو کہاں ہو

کب سے پکارتی ہوں مقتل کو چھانتی ہوں
دل ہے بہت ہی مضطر آواز دو کہاں ہو

عباس ہیں نہ سرور قاسم ہیں اور نہ اصغر
روتی ہے شہ کی دختر آواز دو کہاں ہو

ہمشیر کے تمہاری زخمی ہیں کان سارے
چھینے لعیں نے گوہر آواز دو کہاں ہو

Presented by www.ziaraat.com

بن کر انیسؔ محشر فرمائیں گے پیمبر
اے پسرانِ حیدر۔ آواز دو کہاں ہو

نوحہ نمبر ۷۸

رن سے پلٹ کر اے میرے اکبر تم نہیں آئے

رن سے پلٹ کر اے میرے اکبر تم نہیں آئے
راہ تکے ہے کب سے مادر۔ تم نہیں آئے
تم تو گئے تھے خیمے سے شاداں۔ مقتل میں کیا گذری میری جاں
روٹھ گئے کس بات پہ جاکر۔ تم نہیں آئے

بعد تمہارے کیا ہوا جانی۔ کیسے سناؤں غم کی کہانی
رن کو کو سدھارے ہاتھوں پہ اصغر۔ تم نہیں آئے
بچے پر بھی رحم نہ کھایا۔ ظلم بنِ کاہل نے یہ ڈھایا
تیر لگایا ننھے گلے پر۔ تم نہیں آئے
کوئی رہا جس دم نہ سہارا۔ جان نبی مقتل کو سدھارا
قتل ہوئے میدان میں سرور۔ تم نہیں آئے
خط میں کیا ہے صغرا نے شکوہ۔ آئے نہ لینے بھائی ہوا کیا
راہ تکے دن رات یہ خواہر۔ تم نہیں آئے

ہوگا تمہیں یہ سن کے بہت غم۔ خیمے جلے اور لوٹے گئے ہم
سر سے ہمارے چھن گئی چادر۔ تم نہیں آئے

چھین کے چادر رحم نہ آیا۔ ظلم یہ ظالم شمر نے ڈھایا
چھینے سکینہ پیاری کے گوہر۔ تم نہیں آئے
ہاتھ رکھے کانوں پہ ہے روتی۔ درد سے اک پل بھی نہیں سوتی
حال ہوا خوں بہنے سے ابتر۔ تم نہیں آئے
دخترِ ابنِ شاہ مدینہ۔ کھو گئی بن میں بالی سکینہ
ڈھونڈ کے لائیں زینب مضطر۔ تم نہیں آئے
گزری غرض یوں شامِ غریباں۔ اہلِ حرم تھے سخت پریشاں
پہرہ دیا کیں دخترِ حیدر۔ تم نہیں آئے

اعدا نے پھر ظلم یہ توڑا۔ مثل مویشی ہم کو باندھا
چھین لیا بیمار کا بستر۔ تم نہیں آئے
ظالم آئے ہیں لے کر ناقے۔ جس پہ محمل نہ ہی کجاوے
کوچ کو اب تیار ہے لشکر۔ تم نہیں آئے
آہ انیسؔ اب کس کو پکارے۔ نظر کرم لیلیٰ کے دلارے
جاں ہے لبوں پر حال ہے ابتر۔ تم نہیں آئے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۴۸

برچھی سے جگر چھیدا ہمشکل پیمبر کا

برچھی سے جگر چھیدا ہمشکل پیمبر کا
یا چھید دیا تم نے دل شافعِ محشر کا
پہنچا بھی تو کب پہنچا قاصد ترا اے صغرا
جب چھد گیا برچھی سے سینہ علی اکبر کا
بینائی ہے آنکھوں میں قوت ہے نہ شانوں میں
لائیں شہِ دیں لاشہ کس طرح سے اکبر کا
کہہ دے یہ سکینہ سے جا کر کوئی خیمے میں
سر کٹ گیا دریا پر عباسِ دلاور کا
یوں ڈھک کے عبا شہ نے بانو سے چھپایا تھا
دیکھے نہ کہیں ڈھلتا منہ کا علی اصغر کا
خیمے میں نہ لے جائیں شہ لاشے اصغر کو
چھٹ جائے گا اس غم سے دل بانوئے مضطر کا
نانا کا پڑھا کلمہ سر کاٹنے والوں نے
تھا یہی مسلمانوں کیا اجر پیمبر کا
گھٹ گھٹ کے سکینہ جب زنداں میں مری ہوگی
کیا حال ہوا ہوگا جنت میں پیمبر کا

کہلا کے انیس اس دم تیرا یہ کہاں جائے
پکڑے ہوئے ہے دامن حبیب شافیِ کوثر کا

نوحہ نمبر ۴۹

نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے
اک بدنصیب ماں کے لب پر یہی فغاں ہے
اندھیر ہے یہ دنیا آنکھوں میں اک دھواں ہے
کب سے گیا ہے رن میں کیسا یہ امتحاں ہے
تاریک اب تو ماں کی نظروں میں یہ جہاں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے
ٹکڑے جگر کے ہوں گے وہ درد ہو رہا ہے
تاب و تواں نہ جانے کیوں قلب کھو رہا ہے
بے آس ہو کے دل کیوں یہ میرا رو رہا ہے
کوئی مجھے بتائے کس جا میرا جواں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے
شاہِ امم کہاں ہیں کوئی تو ان کو لاؤ

Presented by www.ziaraat.com

دریا پہ جا کر کوئی عباس کو بلاؤ
آئیں گے سن کے فوراً جا کر انھیں بتاؤ
نرغے میں ظالموں کے اکبر میرا کہاں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

کس منتوں سے میں نے اٹھارہ برس پالا
پھیلا تھا اس کے دم سے گھر میں میرے اجالا
فرقت میں اس کی غم سے چلتا ہے دل پہ بھالا
کوئی نہیں بتاتا نظروں سے کیوں نہاں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

میری یہ آرزو ہے دولہا اسے بناؤں
حسرت نکالوں دل کی دلہن بھی لے کے آؤں
ڈھونڈوں کہاں میں جا کر جو لال اپنا پاؤں
پہنچا دے کوئی مجھ کو اکبر میرا کہاں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

رن میں ابھی گیا تھا شبیر کا دلارا
بابا مدد کو آؤ یہ کس نے تھا پکارا
مقتل میں ظالموں نے کیا میرا لال مارا
بربادیوں کی زد پہ کیا میرا گلستاں ہے

نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

میرا کلیجہ بیٹھا جاتا ہے اب تو غم سے
کیا ہو گیا ہے رن میں کوئی بتائے مجھ سے
مارا نہ ہو عدو نے میرا پسر ستم سے
لاکھوں یزیدیوں میں تنہا میرا جواں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

جاتے ہیں لڑکھڑاتے رن میں تنہا میرا جواں ہے
کیا میرے لال سے بھی دنیا ہوئی یہ خالی
کوئی نہیں بتاتا ماں در پہ ہے سوالی
کیسی یہ سرزمیں ہے جو مائلِ فغاں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

اے بیبیوں بتاؤ کچھ تو مجھے خدارا
روتا ہے کس وجہ سے کنبہ یہ غم کا مارا
بچوں کو شاہِ دیں نے کیوں رن سے ہے پکارا
اٹھتا نہیں تنہا کیا ایسا نیم جاں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

لیلیٰ کے بین سن کر زینب ہوئیں یہ گویا
اس دشتِ نینوا میں کس کس کو ہم نے کھویا

Presented by www.ziaraat.com

بھابھی سنبھالو دل کو ایسے نہ کوئی رویا
جیسے کہ آنسوؤں کا دریا کوئی رواں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

خیمے میں جاؤ جلدی مسند بچھاؤ لا کر
اکبر کو رن سے لے کر اب آتے ہوں گے سرور
کتنی کٹھن ہے منزل سوچو تو شاہِ دیں پر
کڑیل جواں ہے بیٹا اور باپ نیم جاں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لخت جگر کہاں ہے

یہ وقتِ بیکسی ہے کوئی نہ ہمنوا ہے
آلاتِ حرب بیشک جو کچھ ہے وہ خدا ہے
جیسے کہ مدتوں سے بچھڑا کوئی ملا ہے
لپٹی ہوئی جگر سے کچھ اس طرح سناں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لختِ جگر کہاں ہے

شبیر لا رہے ہیں دیکھو وہ رن سے لاشہ
پاؤں لرز رہے ہیں اور ہاتھ میں ہے رعشہ
بچے سنبھالتے ہیں گرتا ہوا جنازہ
یہ وقت شاہِ دیں پر اب بہت ہی گراں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لخت جگر کہاں ہے

اب اور حال کیسے تحریر ہو قلم سے
شق ہو گیا ہے سینہ اس کا غم و الم سے
حالت انیس کی بھی ابتر ہوئی ہے غم سے

لیلیٰ کا بین آگے ناقابل بیاں ہے
نورِ نظر کہاں ہے لخت جگر کہاں ہے

نوحہ نمبر ۵

ٹھہرو نہ ابھی جاؤ نہ جاؤ میرے پیارے

ٹھہرو نہ ابھی جاؤ نہ جاؤ میرے پیارے
کچھ دیر تو رک جاؤ یہ ماں صدقہ اتارے
یہ عرض ہے کس طرح کی کیا اس میں اثر ہے
ڈوبے ہیں یہاں فرش پہ افلاک کے تارے
بنتا ہے بشر وقت مصیبت میں سہارا
کیا کام نہیں آؤ گے غربت میں ہمارے

Presented by www.ziaraat.com

باقی نہیں اب کوئی عدو گھیرے ہوئے ہیں
بابا کو چلے چھوڑ کے اب کس کے سہارے

عباس کے غم سے ہی کہاں ہوش بجا ہیں
مر جائیں گے سرور جو ابھی تم بھی سدھارے

گو مل گئی اکبر کو رضا جنگ کی لیکن
روکو انہیں زینب کے مسلسل ہیں اشارے

ارمان تھے کیا دل میں تمنائیں تھیں کیا کیا
اب ان کی جگہ قلب سے اٹھتے ہیں شرارے

بکھرے ہیں پسینے سے جو سر بار جبیں پر
الجھے ہوئے گیسو ترے ماں پھر سے سنوارے

لاؤں گی دلہن بیاہ کے گھر ہوئے گا آباد
اس آس پہ اٹھارہ برس میں نے گزارے

ہر صاحب اولاد کی ہوتی ہے یہ حسرت
پہنچائے میرا لال مجھے گور کنارے

دیکھو تو ذرا باپ کی حالت کو میں صدقے
کس درد سے کرتے ہیں تیرے رخ کے نظارے

اکبر نہ کرو جانے کی ضد اتنا تو سوچو
ہے کون انیسِ شہ دیں مر گئے سارے

نوحہ نمبر ۵۱

لڑنے کے لیے رن میں جو فرزند سدھارے

لڑنے کے لیے رن میں جو فرزند سدھارے
کرتی رہیں زینب درِ خیمہ سے نظارے

ماتم کرو مارے گئے زینب کے پیارے
مقتل کو یہ جاتے ہوئے شبیر پکارے

فرماتے تھے شبیر ذرا دیکھو تو عباس
کس جا پہ گرے عرش سے دو ٹوٹ کے تارے

بیتاب ہے دل کوئی بتا دے یہ خدارا
کس ظلم کی بدلی میں چھپے چاند ہمارے

میداں میں نہیں عون و محمد کے یہ لاشے
ہیں خاک پہ بکھرے ہوئے قرآن کے پارے

یہ عون و محمد ہی کا صدقہ ہے کہ دیں پر
بچوں میں بھی قربانی کے جذبات ابھارے

یہ نصرتِ اسلام میں جذبہ تیرا زینب
دو بیٹے تھے وہ بھی شہ ابرار پہ وارے

Presented by www.ziaraat.com

کیا قہر کیا ظالمو۔ مارا انھیں تم نے
جو باپ کی اور ماں کی تھے پیری کے سہارے

بیٹوں کو گلے اپنے لگا لیجئے زینب
وہ جنگ لڑے جیسے تھے ارمان تمہارے

بچوں نے کہا جوڑ کے ہاتھوں کو یہاں سے
ہم تو نہ گئے دیکھیے دریا کے کنارے

زینب سے کہا بانو نے ہے نزاع کا ہنگام
اب دودھ انہیں بخشدیں کرتے ہیں اشارے

دکھلا ہے نہ دیکھے گا فلک ایسی بہن کو
جو اپنے پسر بھائی پہ صدقے میں اتارے

سنتے ہیں انیس آپ کا ہے حال پریشان
اک نظر کرم اس پہ بھی زینب کے دلارے

نوحہ نمبر ۵۲

آؤ آؤ اے ننھے اصغر آؤ

آؤ آؤ اے ننھے اصغر آؤ
ماں صدقے ہو تم پر اے جانِ مادر آؤ

فرقت میں تیری اے بیٹا اک پل چین نہ آئے
ہر لمحے تیری یاد آئے رہ رہ کے بھی تڑپائے
رو رو کے جان اپنی کھوتی ہے مادر آؤ۔ آؤ اے ننھے اصغر آؤ

شہ قتل ہوئے گھر اجڑا بانو کے سہارے ٹوٹے
اس وقت میں تم بھی بیٹا اس دکھیاری سے روٹھے
پھوٹا ہے اس بن میں کیسا یہ مقدر آؤ۔ آؤ اے ننھے اصغر آؤ

اے نازوں کے پالے کیسے ماں چھوڑ کے تم کو جائے
اندھیاری رات ہے بن ہے یہ دیکھ کے دل گھبرائے
چلاتی ہے مادر جانے کو ہے لشکر آؤ۔ آؤ اے ننھے اصغر آؤ

اس حال میں دلبر گر فردوس میں تم جاؤ گے
بانو کی جو حالت ہوگی زہرا کو بھی تڑپاؤ گے
بدلاؤں وہ کپڑے جو خون میں ہیں تر آؤ۔ آؤ اے ننھے اصغر آؤ

کہتی تھی سکینہ رو کر میں جھولا کسے جھلاؤں
اب کس کو گود میں لے کر میں اپنا جی بہلاؤں
کیوں روٹھے ہو ہم سے آ جاؤ برادر آؤ۔ آؤ اے ننھے اصغر آؤ

وارث۔ بس موا کوکھ اجڑی کس منہ سے وطن جاؤں گی
صغرا نے جو تم کو پوچھا کیا اس کو بتلاؤں گی
مر جائے گی غم سے بیمار ہے خواہر آؤ۔ آؤ اے ننھے اصغر آؤ

Presented by www.ziaraat.com

زنداں کے اندھیرے میں جب اصغر کی یاد ستائے
پہلو میں کبھی تو ڈھونڈے یا رو رو کر چلائے
دودھ اترا ہے پی لو بچو کے ہو دلبر آؤ۔ آؤ اے ننھے اصغر آؤ
کس طرح انیس اب لکھوں بانو کی فغاں کا عالم
لرزاں تھی زمیں کربل کی جب کہتی تھی رو کر بی بی
حل کرنے مشکل کو عباس دلاور آؤ۔ آؤ اے ننھے اصغر آؤ

نوحہ نمبر

اصغر میرا کیوں نہیں آیا

اصغر میرا کیوں نہیں آیا۔ شاہِ دیں بس اتنا بتا دو
مارا گیا کیا بچہ میرا۔ شاہِ دیں بس اتنا بتا دو
اصغر میرا کیوں نہیں آیا

لے گئے تھے پانی پلانے۔ غنچہ دہن کی پیاس بجھانے
اصغر نے کیا پانی پایا۔ شاہِ دیں بس اتنا بتا دو
اصغر میرا کیوں نہیں آیا

جلد بتاؤ جانِ پیمبر۔ کیا ہوا میرا پیارا اصغر
خالی کیوں آغوش ہے آقا۔ شاہِ دیں بس اتنا بتا دو
اصغر میرا کیوں نہیں آیا

خوں کا غازہ رخ پہ لگائے۔ کیسے کھڑے ہو سر کو جھکائے
کیا ہوا میری آنکھوں کا تارا۔ شاہِ دیں بس اتنا بتا دو
اصغر میرا کیوں نہیں آیا

اصغر گھر میں آئے گا کب تک۔ راہ تکے یہ دکھیا کب تک
خالی کب تک رہے گا جھولا۔ شاہِ دیں بس اتنا بتا دو
اصغر میرا کیوں نہیں آیا

روٹھ گئے جیسے اکبر۔ ایسے خفا کیا ہو گئے اصغر
کچھ تو کہو کیوں مجھ سے چھپایا۔ شاہِ دیں بس اتنا بتا دو
اصغر میرا کیوں نہیں آیا

کیسے انیس اب دل کو سنبھالے۔ بانو کے لب پر ہیں یہ نالے
کون سے بن میں ڈھونڈے یہ دکھیا۔ شاہِ دیں بس اتنا بتا دو
اصغر میرا کیوں نہیں آیا

نوحہ نمبر ۵۴

بانو یہ کہتی تھی رو رو کر

بانو یہ کہتی تھی رو رو کر آ جاؤ۔ آ جاؤ گھونگر بالوں والے
تیری جدائی میں اے بیٹا کس طرح۔ کس طرح ماں دل کو سنبھالے

Presented by www.ziaraat.com

تم تو گئے تھے پانی پینے ۔ آئے نہ اب تک لوٹ کے جانی
سونا جنگل رات اندھیری آجاؤ ۔ آجاؤ مادر پاس سلا دے
کس کو اب میں جھولا جھلاؤں ۔ لوریاں دے کر کس کو سلاؤں
رن سے گھٹنوں چل کر آؤ ۔ ماں قربان ۔ ماں قربان اے ہنسلیوں والے
ضعف و نقاہت ہاتھوں میں رعشہ ۔ تپتی زمیں اور بیٹے کا لاشہ
رن سے اٹھا کر کیسے لائیں کوئی نہیں ۔ کوئی نہیں جو ہاتھ بٹائے
قتل ہوئے شبیر بھی رن میں ۔ کیسے رہ گئے تنہا بن میں
گاتی ہے لٹ کر مادر مضطر ۔ کیسے رہو گے تنہا بن میں
پانی جو معصوم نے پایا ۔ اصغر پیاسا یاد جو آیا
جانب مقتل دوڑی سکینہ ۔ ہاتھوں میں کوزے کو سنبھالے
ترک انیس اپنے قلم کو دل وہ نہیں جو سہہ لے الم کو
شق ہوتا ہے غم سے کلیجہ ۔ بین سن کر بین سنکر بانو کے نالے

نوحہ نمبر ۵۵

کہتی تھی رن میں بانو یہ رو کر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے

کہتی تھی رن میں بانو یہ رو کر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
ڈھونڈتی پھرتی ہے یہ مادر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے

آنکھ پر نم ہے اور گود خالی ۔ سونا بن اور رات ہے کالی
اب نہ قاسم نہ عباسؑ و اکبر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
رن میں ہر سمت بکھرے ہیں لاشے ۔ بیٹا آ کر اپنی سنا دے
کس طرف آئے دکھیاری مادر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
دودھ کس کو بتاؤ پلاؤں ۔ خالی جھولا ہے کس کو جھلاؤں
ایسے سوئے ہو مقتل میں جا کر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
گرم ریتی لحد کا اندھیرا ۔ چونکے گا ہنسلیوں والا میرا
پہلی شب آئی ہے ماں سے چھٹ کر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
خون سے تر ہوگا کرتا سلو کا ۔ داغ ہوگا گلے پہ لہو کا
کپڑے بدلاؤں گی منہ دھلا کر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
ساتھ بابا کے رن کو سدھارے ۔ روٹھے کیوں آئے پھر کر نہ پیارے
آئی ہے ماں منانے کو دلبر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
پانی جونہی سکینہ نے پایا ۔ یاد ننھا سا بھائی بھی آیا
دوڑی آتی ہے کوزہ اٹھا کر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
قید سب کو کیا چھینی چادر ۔ جانے کیا کیا دکھائے مقدر
مل تو لوں جا رہا ہے یہ لشکر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے
قتل وارث ہوئے رن میں سارے ۔ پھول کھاتے ہیں لو غم کے مارے
قبر کھودیں نہ یہ بانیٔ شر ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے

Presented by www.ziaraat.com

اے انیس اب نہیں تابِ گریہ، نگاہوں میں اندھیرے بنا
غم زدہ پر رحم کھا کے ۔ کوئی اصغر کی تربت بتا دے

نوحہ نمبر ۵۶

سوکھی زباں لبوں پر اصغر پھرا رہا ہے

سوکھی زباں لبوں پہ اصغر پھرا رہا ہے
بانو کا دل نہ جانے کیوں ڈوبا جا رہا ہے
مقتل میں لے کے جاؤ مانگوں گا کیسے پانی
معصوم یہ اشارے کر کے بتا رہا ہے
گہوارے سے خود کو گرایا سنا جو ہل من
یعنی یہ ہے اشارہ اصغر بلا رہا ہے
آغوش میں پدر کی یوں چلے ہیں اصغر
ہاتھوں پہ جیسے کوئی قرآن لا رہا ہے
کیسی وہ بے کسی تھی کیسے تھے وہ اشارے
لشکر بھی ظالموں کا آنسو بہا رہا ہے
فوجِ عدو ہے برہم اب انقلاب آیا
یوں حرملہ کھینچا پیکاں چلا رہا ہے

زہرہ کے لاڈلے کا ایوبِ صبر دیکھیں
بیٹے کی باپ رن میں تربت بنا رہا ہے
رک رک کے جا رہے ہیں خیمے کی سمت مولا
اک اک قدم پہ شاید دل بیٹھا جا رہا ہے
سر کو جھکائے سرور در پر کھڑے ہوئے ہیں
خیمے میں کیسے جائیں دل ڈوبا جا رہا ہے
جب سے چھٹے ہیں اصغر بانو کی ہے یہ حالت
جاتی تھی در پہ کہتی اصغر بلا رہا ہے
اصغر کا غم وہ غم ہے جو بھولتا نہیں ہے
اب تک انیس عالم آنسو بہا رہا ہے

نوحہ نمبر ۵۷

ننھے مجاہد رن میں جا کر تم نہیں آئے

ننھے مجاہد رن میں جا کر تم نہیں آئے
شاہ تو آئے جانِ مادر تم نہیں آئے
کب سے کھڑی ہوں خیمے کے در پر
آنکھوں میں لے کر اشکوں کے ساغر
پیش کروں آ جاؤ جو۔ اصغر تم نہیں آئے

Presented by www.ziaraat.com

تم نے اشاروں میں یہ کہا تھا
دے دیں رضا مقتل کی خدارا
کر کے فتح میں آؤں گا لشکر۔ تم نہیں آئے

پیاس سے روتا ہے یہی جانا
ضد کو کوئی بھی نہ پہچانا
دے دی رضا وہ تھی تمہیں دلبر۔ تم نہیں آئے

سنتے ہوئے خیمے سے سدھارے
پیشِ نظر ہیں سارے نظارے
ہو گیا کیا میدان میں جاکر۔ تم نہیں آئے

تیر لگا ہے کیسا گردن پر
جو نہیں دیکھا ماں کو پلٹ کر
کون سی مجبوری تھی اصغر۔ تم نہیں آئے

قتل ہوئے جو جور و جفا سے
شاہ اٹھا کر لائے وہ لاشے
آتے ہیں تنہا رن سے سرور تم نہیں آئے

کس کو سناؤں گی میں یہ کہانی
یہ بھی نہ سوچا یوسفِ ثانی
ماں سے کٹے گی رات یہ کیونکر تم نہیں آئے

خالی جو پہلو پاؤں گی بیٹا
غم سے پھٹے گا میرا کلیجہ
رات بھی گزرے گی رو رو کر تم نہیں آئے

رات اندھیری دشت بیاباں
ڈر نہیں جانا رن میں میری جاں
روتی ہے اب تک یاد میں خواہر تم نہیں آئے

کیسے جئے گی بالی سکینہ
ہے غم فرقت سے وہ حزینہ
ڈھونڈنے آجائے گی مادر۔ تم نہیں آئے

سوچ کے دل پھٹتا ہے الم سے
ہنسلیاں تیری کرتے شلوکے
کس کو پہنائے گی یہ مضطر۔ تم نہیں آئے

چاروں طرف تھا غم کا اندھیرا
اور مصیبت نے آ گھیرا
بن گیا یہ ناسور جگر پر تم نہیں آئے

تیرے بنا میں چین نہ پاؤں
جھولا ہے خالی کس کو جھلاؤں
کس کو سلاؤں لوریاں دے کر تم نہیں آئے

Presented by www.ziaraat.com

چاروں طرف میداں میں ہیں لاشے
کرتی ہے شب آنے کے ارادے
کتنا وحشت ناک ہے منظر تم نہیں آئے

ماں سے زیادہ کون ہے پیارا
کس نے دیا ہے ایسا سہارا
بھول گئے آغوشِ مادر تم نہیں آئے

بعد تمہارے یہ ہوا اصغر
چل گیا حلقِ شاہ پہ خنجر
جل گئے خیمے چھن گئی چادر تم نہیں آئے

آ بھی گئی لو شام غریباں
لوٹے نہ تم چھ ماہ کے مہماں
کس سے کروں فریاد میں جاکر تم نہیں آئے

کس نے انیسِ غم کو پکارا
سنواؤ آواز دوبارہ
نوحہ یہی تھا بانو کے لب پر تم نہیں آئے

نوحہ نمبر ۵۸

ہائے اصغر تجھے کہاں پاؤں

ہائے اصغر تجھے کہاں پاؤں
کون سے بن میں ڈھونڈنے جاؤں

پوچھتی ہے مچل مچل کے بہن
ہائے کیا کہہ کے اس کو بہلاؤں

گود پھیلائے کب سے روتی ہے
میں سکینہ کو کیسے سمجھاؤں

ہوگئے سب تو راہِ حق میں نثار
تم کو لینے میں کس کو بھجواؤں

اب نہ سرور نہ قاسم و اکبر
کس سے بتلاؤ تم کو بلواؤں

بچھڑے ہو پہلی بار مادر سے
کیسے اس غم سے میں اماں پاؤں

کوکھ بھی اجڑی مانگ بھی اجڑی
ایسے جینے سے تو میں مرجاؤں

Presented by www.ziaraat.com

چین آتا نہیں ہے تیرے بغیر
کس طرح اپنے دل کو سمجھاؤں

خون سے تر ہوگا سارا پیراہن
آؤ کرتا نیا میں پہناؤں

الجھے ہوں گے غبارِ دشت سے بال
آؤ اے لال ان کو سلجھاؤں

لگ رہا ہوگا ڈر اندھیرے میں
کچھ پتہ دو تو پاس آجاؤں

چین آتا نہیں ہے فرقت میں
تم کو کیسے کہاں سے لے آؤں

کچھ پتہ ہی نہیں ہے تربت کا
کس طرف رن میں ڈھونڈنے آؤں

کوئی آتا نہیں ابس نظر
کس کو بہرِ مدد میں بلواؤں

نوحہ نمبر ۵۹

آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

چاند سی صورت پھر سے دکھاؤ۔ ہجر میں دلبر اب نہ رلاؤ
آؤ۔ آؤ۔ گود میں آؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

اب غمِ فرقت اٹھتا نہیں ہے۔ دل بن تیرے لگتا نہیں ہے
غم زدہ ماں کی آس بندھاؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

اہلِ ستم نے کیا دیا پانی۔ کیا بجھی تیری تشنہ دہانی
کچھ تو احوال سناؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

کب تک غم میں اشک بہاؤں۔ آجاؤ سینہ سے لگاؤں
شکل سہانی اپنی دکھاؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

رات اندھیری دشت بیاباں۔ کیسے کٹے گی شب یہ میری جاں
خود آؤ یا ماں کو بلاؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

تم بھی نہیں سرور بھی سدھارے۔ عمر کٹے گی کس کے سہارے
اجڑی ہے مادر آ کے بساؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

روٹھ گئے ہو تو میں مناؤں۔ دودھ اترا ہے آؤ پلاؤں
ماں کو نہ تم اب اور رلاؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

Presented by www.ziaraat.com

سنتی ہوں تم کو تیر لگا ہے ۔ جس کی وجہ سے درد سوا ہے
زخم گلو کا حال بتاؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

تیر یہ کس ظالم نے لگایا ۔ کتنا شقی تھا ترس نہ آیا
ماں کو ذرا وہ زخم دکھاؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

غم سے میرا پھٹتا ہے کلیجہ ۔ پوچھتی ہے جب بالی سکینہ
ہے کہاں ننھا بھائی بتاؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

ڈھونڈنے رن میں آئی یہ مادر ۔ کیا کروں سر پہ نہیں چادر
ماں پہ ترس کچھ تم ہی کھاؤ۔ آؤ۔ آؤ اصغر آؤ

کس کو انیس اب اور پکارے ۔ لوٹ چکے ہیں سارے سہارے
وقت مدد ہے غم سے چھڑاؤ۔ آؤ۔ آؤ۔ اصغر آؤ

نوحہ نمبر ۶۰

بانو نے کہا آگ مرے دل کی بجھا دے

بانو نے کہا آگ مرے دل کی بجھا دے
شہنشاہ سے للہ کوئی مجھ کو ملا دے

مادر کے تصور کی حدیں ٹوٹ نہ جائیں
جھولا علی اصغر کا کوئی بڑھ کے ہلا دے

کچھ ڈھونڈتی ہیں بانو کی نظریں سر مقتل
اے ریگِ رواں میت اصغر کو چھپا دے

کوئی نہیں کونین میں اصغر کے علاوہ
اس طرح سے جو حق کے لیے بڑھ کے گلا دے

کرتا ہے جفا بالی سکینہ پہ ستمگر
عباس کو دریا سے کوئی بڑھ کے بلا دے

بے شیر ہے اور پہلے پہل ماں سے چھٹا ہے
تو لوریاں دے کر اے لحد اس کو سلا دے

چلاتی ہوئی پھرتی ہے بانو سر میداں
بچھڑے ہوئے دلبر سے کوئی ماں کو ملا دے

ہے کون سوا آپ کے جو آئے مدد کو
اب کس کو انیس آپ بتائیں کہ صدا دے

نوحہ نمبر ۶۱

شرمائے گی زینب مر جائے گی زینب

شرمائے گی زینب مر جائے گی زینب
بھیا ترے مرقد سے نہ اب جائے گی زینب

Presented by www.ziaraat.com

سب اہلِ وطن پوچھیں گے جب حالِ اسیری ۔ جاں نکلے گی میری
زندہ ہوں بس اس شرم سے مرجائے گی زینب ۔ شرمائے گی زینب

اجڑے ہوئے سب کنبہ کو صغرا نے جو پوچھا میں اس سے کہوں کیا
کس طرح وہ سب واقعہ دہرائے گی زینب ۔ شرمائے گی زینب

سب شیر میرے ساتھ تھے جب گھر سے چلی تھی ہر گود بھری تھی
اب کیسے اکیلے ہی وطن جائے گی زینب ۔ شرمائے گی زینب

گھٹ گھٹ کے سوئی شام کے زنداں میں سکینہ ۔ اے شاہِ مدینہ
کس طرح امانت تیری لوٹائے گی زینب ۔ شرمائے گی زینب

بھیا یہ ذرا اٹھ کے بتاؤ تو بہن کو ۔ پابندِ رسن کو
کس کس کو نشاں بازو کے دکھلائے گی زینب ۔ شرمائے گی زینب

اس بین سے زینب کے انیس ہوگیا محشر ۔ جب کہتی تھی رو کر
ماں جائے رے تجھے اب نہ کہیں پائے گی زینب ۔ شرمائے گی زینب

نوحہ نمبر ۶۲

ثانیِ زہرا بہت گھبرا رہی ہے کیا کرے

ثانیِ زہرہ بہت گھبرا رہی ہے کیا کرے
فوجِ اعدا قید کرنے آرہی ہے کیا کرے

اب نہ قاسم ہیں نہ اکبر ہیں نہ عباسِ جری
پشت پر درّے لعیں کے کھا رہی ہے کیا کرے

کیا ملے گا ظالموں بے شیر کا سر کاٹ کے
بانوئے مضطر کھڑی چلا رہی ہے کیا کرے

کیا پتہ کس کی ضرورت شام میں کب آپڑے
اس لیے ہمراہ سب کو لا رہی ہے کیا کرے

بے کفن بے گور ظلم و جور سے ہمشیرِ شاہ
چھوڑ کے مقتل میں لاشے جا رہی ہے کیا کرے

ہجرِ بابا میں سکینہ روتی ہے سوتی نہیں
زینبِ مضطر اسے بہلا رہی ہے کیا کرے

سر برہنہ لے چلے ہیں شام و کوفہ اشقیاء
نائبِ شبیر بن کر جا رہی ہے کیا کرے

ظلم وہ ڈھائے انیس غم نبی کی آل پر
آج تک انسانیت شرما رہی ہے کیا کرے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۶۳

کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب
مقتل میں سونے والے کیسے جگائے زینب

یوں آلِ مصطفٰے کے خیموں میں آگ پھیلی
عابد پڑے ہیں غش میں ہیں بیبیاں اکیلی
جلتے ہوئے حرم سے کس کس کو لائے زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

دے کر سہارا پہلے بیمار کو اٹھایا
بچوں کی کی حفاظت بیواؤں کو بچایا
جلتے ہوئے جھولے کو کیسے بچائے زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

سینہ پہ سونے والی بے چین ہو رہی ہے
ہجرِ پدر میں رو کر جاں اپنی کھو رہی ہے
بابا کی لاڈلی کو کیسے سلائے زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

بالی سکینہ روتی جانے کدھر گئی ہے
یہ سوچتی ہے دکھیا شاید ادھر گئی ہے
کس سمت ڈھونڈنے کو جنگل میں جائے زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

مقتل میں ڈھونڈتی ہے چاروں طرف حزینہ
دیکھا کہ رو رہی ہے اک لاش پہ سکینہ
لاشِ پدر سے بیٹی کیونکر اٹھائے زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

اونٹوں پہ بیبیوں کو بٹھا لا کے دیکھتی ہیں
سوئے فرات و مقتل گھبرا کے دیکھتی ہیں
اس شدتِ الم سے دل پھٹ نہ جائے زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

رو کر پکاریں اٹھ کر پردہ ذرا کراؤ
عباس، قاسم، اکبر اسوار کرنے آؤ
جاتی ہے قید ہو کر کر لو وداع زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

اک داغ ہو دکھا دے زہرا علی کی جائی
یارب تری دہائی یا مصطفٰے دہائی

Presented by www.ziaraat.com

کس کس کو داستانِ عزت سنائے زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

اپنا یقین محکم ہے یہ انیسِ مضطر
وہ کافروں سے بدتر تھے کلمہ گو ستمگر
بے پردہ سوئے کوفہ جو تم کو لائے زینب
کرب و بلا کے بن میں کس کو بلائے زینب

نوحہ نمبر ۶۴

اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

شبیر نے بانو نے کچھ ایسے سنوارا ہے
بے مثل یہ عالم میں تابندہ ستارا ہے
اسلام کی نصرت کا ہر نقش ابھارا ہے
دونوں ہی کو دونوں کی فرقت ناگوارا ہے
دونوں ہی پہ تکمیل مقصد کا سہارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

ہے چار برس کی پر زہرہ کا قرینہ ہے
ایثار و وفا کا بھی انمول خزینہ ہے

کام آئے مصیبت میں وہ ایسا سفینہ ہے
اس خالق یکتا کی شاہکار سکینہ ہے
شبیر کی الفت کا محور یہی تارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

چھ ماہ کے سن میں بھی یہ فکر تھی اصغر کو
جھولے میں تھا حیدر نے چیرا تھا اک اژدر کو
میں جنگ کروں ایسی جو چیر دوں لشکر کو
تیور یہ بتاتے تھے توڑیں درِ خیبر کو
کچھ بول نہیں سکتا کہنے کو اشارہ ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

حق کے لیے رحمت کے کوثر کے کنارے ہیں
باطل کے لیے دونوں لو دیتے شرارے ہیں
کار ایک ہے دونوں کا عنوان نرالے ہیں
یہ فتح مبیں کے دو ضو دیتے ستارے ہیں
بحرِ غمِ عرفاں کا یہ چھوٹا سا دھارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

سوئے ہوئے انساں کو اصغر نے جگایا ہے
ہوش آنے پہ ہلکا سا نشتر بھی لگایا ہے

Presented by www.ziaraat.com

اس کرب کے عالم میں پیکان بھی کھایا ہے
ہونٹوں پہ ہنسی لاکر احساس دلایا ہے
اس ننھے سے بچے کو اس بات پہ مارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

احساس کے ہوتے ہی لی ظلم نے انگڑائی
شر خیر سے برہم تھا اور ہوگیا سودائی
کرنے لگا غصے میں اسلام کی پسپائی
دیکھا جو سکینہ نے تو ظلم سے ٹکرائی
خنجر دلِ ظالم پر مظلومی کا مارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

ظالم بھی تڑپ اٹھا وہ جنگ کی اصغر نے
اصغر ہے اماں مانگی منہ پھیر کے لشکر نے
اک تیر سہ شعبہ بھی مارا تھا ستمگر نے
میداں کو نہیں چھوڑا پر بانو کے دلبر نے
اسلام کی عظمت کا کیا خوب سہارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

الجھائے ہوئے ذہنوں کو سلجھاتے رہے دونوں
ہر گام پہ منزل کو دکھلاتے رہے دونوں

سکّہ دلِ اعدا پر بٹھلاتے رہے دونوں
حق کے لیے باطل سے ٹکراتے رہے دونوں
اسلام نے نصرت کو جب اپنی پکارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

اک زیرِ زمیں یوں ہے تکیہ ہے نہ بستر ہے
بالائے زمیں اک ہے سایہ ہے نہ چادر ہے
اک دور بہت ماں سے چھ ماہ کا دلبر ہے
اک دور بقیدِ غم اب باپ سے دختر ہے
اک ایک کو چن چن کے بے دینوں نے مارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

گردن میں سکینہ نے گر رسی کا بندھوایا
اصغر نے بھی گردن پہ پیکان ستم کھایا
دنیا کو سکینہ نے ہر واقعہ بتلایا
سب لشکر اعدا کو اصغر نے بھی رلوایا
ان دونوں نے ظالم کا ہر ظلم بھی ہارا ہے
اک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

اسلام کی نصرت میں سرشار سکینہ ہے
اجڑی ہوئی ماں کی دلدار سکینہ ہے

Presented by www.ziaraat.com

بے پردہ اسیروں کی ہتھیار سکینہ ہے
بازاروں میں پردے کی دیوار سکینہ ہے
منجدھار میں باطل کی ایماں کا کنارا ہے
ک باپ کو پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

کچھ ایسی خزاں آئی زہرہ کے گلستاں میں
بکھرا دیا پھولوں کو گلشن سے بیاباں میں
باقی نہ رہا کچھ بھی اس ظلم کے طوفاں میں
سب رہ گئے جنگل میں اک شام کے زنداں میں
کس درجہ بھیانک یہ جنگل کا نظارہ ہے
اک باپ کی پیاری ہے اک ماں کا دلارا ہے

نوحہ نمبر ۶۵

عجیب یاس ہے حسرت ہے بے نوائی ہے

یب یاس ہے حسرت ہے بے نوائی ہے
بس کو سنتے ہی گریہ کناں خدائی ہے

کمر خمیدہ جگر چھلنی منہ پہ خونِ صغیر
یہ کیسی اعدا نے حالت تیری بنائی ہے

پرایا دیس بیاباں عدو ہے دیں لاکھوں
اور اس طرف تنِ تنہا علی کی جائی ہے

کہا سکینہ نے عمو پلٹ کے آجاؤ
کبھی نہ مانگوں گی پانی قسم یہ کھائی ہے

دکھا تو جاؤ خدارا تڑپ رہی ہے ماں
کہاں پہ برچھی میرے لال تم نے کھائی ہے

لگائیں کس طرح قاسم کی ماں کلیجے سے
عبا میں ٹکڑوں کی صورت میں لاش آئی ہے

بکھر کے رہ گئے سب پھول باغِ زہرا کے
یہ کیسی شامِ غریباں نے خاک اڑائی ہے

جلے خیام چھنی چادریں اسیر ہوئیں
قیامت آلِ نبی پر یہ کیسی آئی ہے

تڑپ رہی ہے بہشتی کی لاش دریا پر
جفا سکینہ پہ شاید کسی نے ڈھائی ہے

بضد ہیں فضل پئے جنگ بعد قتل پدر
جھپٹ کے تیغ بھی عباس کی اٹھائی ہے

غضب ہے شامِ غریباں کی شب کو پہرے پر
اکیلی زینب مضطر فلک ستائی ہے

Presented by www.ziaraat.com

ہر اک سے پوچھتی پھرتی ہے بانو مقتل میں
پدر نے بیٹے کی میت کہاں چھپائی ہے

یہ ظلم جکڑے ہیں اعدا نے ایسے آلِ نبیؐ
گلا کسی کا کسی کی کلائی باندھی ہے

صدا بینہ الیہ کی رن سے آتی ہے
سکینہ ڈھونڈنے بابا کی لاش آئی ہے

بھلا سکیں گے نہ بازارِ شام اور کوفہ
کچھ اس طرح کی ہی زینب تیری دہائی ہے

انیس پرسے کو آتی ہے خود وہاں خواہر
جہاں حسین کے ماتم میں صف بچھائی ہے

نوحہ نمبر ۶۶

بعدِ شہ زینبِ دلگیر نے کیا کیا دیکھا

بعد شہ زینب دلگیر نے کیا کیا دیکھا
سمِ اسپاں کے تلے بھائی کا لاشہ دیکھا

حق پرستوں کا وفاداروں کا اور پیاروں کا
سر تو نیزہ پہ جسد خاک پہ بکھرا دیکھا

دشت پر ہول غم تازہ قرین آمد شب
ایک کے بعد میں اک خیمہ کو جلتا دیکھا

چادریں چھین کے کفاروں نے لوٹا گھر کو
سر برہنہ شہ لولاک کا کنبہ دیکھا

شمر نے چھینے گہر منہ پہ طمانچے مارے
خون کانوں سے سکینہ کے ٹپکتا دیکھا

اک رسن میں کیا پابند بڑے چھوٹوں کو
طوق و زنجیر میں بیمار کو جکڑا دیکھا

گود سے ماؤں کی دورانِ رہِ کوفہ و شام
جو بھی بچہ گرا ناقے سے کچلتا دیکھا

ہائے جس شہر میں شہزادی کہا جاتا تھا
خود کو اس دیس میں بے چادر و مقنع دیکھا

ایک ہی خطبے نے دربارِ شقی کو الٹا
ظلم مٹتا ہوا اور صبر ابھرتا دیکھا

قید میں مر گئی گھٹ گھٹ کے سکینہ آخر
مرقد اک ننھا سا زندان میں بنتا دیکھا

ہائے شبیر نے اور زینبِ کبریٰ نے انیس
وقت کے ساتھ زمانے کو بدلتا دیکھا

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۶۷

ہائے کس طرح کٹی شامِ غریباں زینب

ہائے کس طرح کٹی شامِ غریباں زینب
کتنا پرہول تھا کربل کا بیاباں زینب

لاشے تا حدِ نظر آگ دھواں تنہائی
کیسے اس شب رہی خیموں کی نگہباں زینب

آگ خیموں میں لگی بھائی بھتیجے نہ پسر
کتنی اس وقت ہوئیں آپ پریشاں زینب

ایک برچھی نے جگر کر دیا چھلنی ورنہ
کتنے تھے دل میں ترے حسرت و ارماں زینب

بھوک اور پیاس جفاؤں پہ جفا تنہائی
کتنی دشوار تھی یہ گردشِ دوراں زینب

کس کو بہلائیں تشفی کے سخن دیں کس کو
کس قدر غم ہے لیے شامِ غریباں زینب

آگ کے شعلوں سے سجاد کو لائیں کیونکر
آج تک خلق ہے اس حال پہ گریاں زینب

بعدِ شہ رات کٹی چھوٹے بڑوں کی کیونکر
آگ سے کم نہ تھی وہ ریگِ بیاباں زینب

قلبِ مجروح پہ کیا گزری شبِ غربت میں
آیا جس وقت نظر گنجِ شہیداں زینب

نام لے لے کے پکارا سرِ مقتل سب کو
دیکھا جب کوئی بھی اپنا نہیں پرساں زینب

لوٹتا سا نیزہ لیے مثلِ قیامت شب میں
بن کے عباس رہیں تم سرِ میداں زینب

پشت پر ہاتھ بندھے سر کھلے اعدا کے ستم
کیسے دفنائی بھلا لاشِ شہیداں زینب

خطبہ دیتی چلی بیمار بھتیجے کے ساتھ
بن گئی اسوۂ زہرا کی رگِ جاں زینب

تجھ کو کیا چاہیئے اب اور بس مضطر
سن کے نوحے کو ترے کتنی ہے گریاں زینب

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۶۷

ہائے کس طرح کٹی شامِ غریباں زینب

ہائے کس طرح کٹی شامِ غریباں زینب
کتنا پرہول تھا کربل کا بیاباں زینب

لاشے تا حدِ نظر آگ دھواں تنہائی
کیسے اس شب رہی خیموں کی نگہباں زینب

آگ خیموں میں لگی بھائی بھتیجے نہ پسر
کتنی اس وقت ہوئیں آپ پریشاں زینب

ایک برچھی نے جگر کر دیا چھلنی ورنہ
کتنے تھے دل میں تیرے حسرت و ارماں زینب

بھوک اور پیاس جفاؤں پہ جفا تنہائی
کتنی دشوار تھی یہ گردشِ دوراں زینب

کس کو بہلائیں تشفی کے سخن دیں کس کو
کس قدر غم ہے لیے شامِ غریباں زینب

آگ کے شعلوں سے سجاد کو لائیں کیونکر
آج تک خلق ہے اس حال پہ گریاں زینب

بعد شہ رات کٹی چھوٹے بڑوں کی کیونکر
آگ سے کم نہ تھی وہ ریگِ بیاباں زینب

قلبِ مجروح پہ کیا گزری شبِ غربت میں
آیا جس وقت نظر گنجِ شہیداں زینب

نام لے لے کے پکارا سرِ مقتل سب کو
دیکھا جب کوئی بھی اپنا نہیں پرساں زینب

لوٹا سا نیزہ لیے مثلِ قیامت شب میں
بن کے عباس رہیں تم سرِ میداں زینب

پشت پر ہاتھ بندھے سر کھلے اعدا کے ستم
کیسے دفناتی بھلا لاشِ شہیداں زینب

خطبہ دیتی چلی بیمار بھتیجے کے ساتھ
بن گئی اسوۂ زہرا کی رگِ جاں زینب

تجھ کو کیا چاہیئے اب اور انیسِ مضطر
سن کے نوحے کو ترے کتنی ہے گریاں زینب

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۶۸

ہائے سیدہ زینب۔ ہائے سیدہ زینب

ہائے سیدہ زینب۔ ہائے سیدہ زینب
جانِ کربلا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
مثلِ باوفا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
خوگرِ جفا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
بانیٔ عزا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
پہلی ذاکرہ زینب۔ ہائے سیدہ زینب
معنیٔ بکا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
غم کی ناخدا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
درد کی صدا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
جن و انس روتے ہیں۔ کہہ کے جان کھوتے ہیں
وامصیبتا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
ظلم و جور سہنے کی ابتدا تو ماں نے کی
تو ہے انتہا زینب۔ ہائے سیدہ زینب

بے کفن شہیدوں سے۔ دشت میں عزیزوں سے
ہو گئیں جدا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
رات کے اندھیرے میں۔ دشمنوں کے گھیرے میں
ڈھونڈتی ہے کیا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
دردِ غم اٹھانے کو۔ بن گیا زمانے کو
ترا نقشِ پا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
بعدِ سبطِ پیغمبر۔ طے کیا سفر کیونکر
میرِ قافلہ زینب۔ ہائے سیدہ زینب
کربلا سے تا بہ شام یہ خاص و عام کہتا ہے
ہائے بے ردا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
کتنے راہ میں بچھڑے۔ کیا کیا حادثے گزرے
دل پہ سب سہا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
گزری ہوگی کیا دل پر۔ دیکھ کوفے کا منظر
اور سر کھلا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
تا بہ شام جانے میں جھیلے قید خانے میں
ظلم بے خطا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
گونجتی ہے عالم میں وہ سکینہ کے غم میں
کی تھی جو جفا زینب۔ ہائے سیدہ زینب

Presented by www.ziaraat.com

شام جب بھی یاد آتا۔ ہوتے نالہ زن سجّاد
کیا ہوئی جفا زینب۔ ہائے سیدہ زینب
اے انیسِ دیں زینب۔ درد کی مکیں زینب
تجھ پہ ہم فدا زینب۔ ہائے سیدہ زینب

نوحہ نمبر ۶۶

رن میں کرتی تھیں زینب یہ نوحہ

رن میں کرتی تھیں زینب یہ نوحہ۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
کچھ تو کھا کر ترس قوم اعدا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
میرا بھائی غریب الوطن ہے۔ تین دن سے وہ تشنہ دہن ہے
چُور زخموں سے ہے تن بھی سارا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
اس کو گھیرے ہوئے ہے یہ لشکر۔ داغ دل پر ہیں جس کے بہتّر
اب نہ بھائی بھتیجا نہ بیٹا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
خون کے کیوں ہیں اس کے پیاسے۔ مارتے جو ہیں تلوار و نیزے
زخم پر میں کروں کچھ تو بخیہ۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
خونِ امامِ زمن کا چھپا لے۔ اتنی طاقت زمیں کیسے لائے
بہہ رہا ہے یہ کیوں خوں کا دریا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے

کیا کوئی حد سے زیادہ جفا کی۔ جل رہی ہے زمیں کربلا کی
غل مچا ہے یہ لشکر میں کیسا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
خاک زخموں سے ان کی چھڑاؤں۔ قبلہ رو وقت آخر لٹاؤں
اس گھڑی ہو کوئی پاس اپنا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
ذرہ ذرہ لہو دے رہا ہے۔ رن میں کیسا یہ محشر بپا ہے
قتل کیا کر دیا بھوکا پیاسا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
دور گھر اور بستی پرائی۔ کیسی آئی یہ مجھ پہ تباہی
یوں نہ بچھڑے برادر کسی کا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
گم کہیں ہو گئی ہے سکینہ۔ خوف و دہشت سے تھی وہ حزینہ
ڈھونڈتی ہو نہ بابا کا لاشہ۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
داغ دل پہ ہیں کاری بہتر۔ اس پہ گھیرے ہوئے ہے یہ لشکر
تھا مدد کو ابھی تو پکارا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
تین دن کا ہے بھوکا پیاسا۔ اب نہ بھائی بھتیجا نہ بیٹا
جا کے دوں گی میں ان کو سہارا۔ کوئی بھائی کو مجھ سے ملا دے
اس کے نانا تمہارے نبی ہیں۔ فاطمہ ماں ہے بابا علیؑ ہیں
کچھ ترس کھا کے اے قوم اعدا۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے
ہو گا محشر میں محشر نمایاں۔ جب کہے گا انیس آ کے رضواں
بنتِ زہرا کا پڑھ دے وہ نوحہ۔ کوئی بھائی سے مجھ کو ملا دے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر

ٹھہر جا شمر ٹھہر جا ابھی خنجر نہ چلا

در خیام سے زینب نے دیکھا یہ منظر
کہ لڑکھڑاتے ہیں گھوڑے پہ شاہِ جن و بشر
لگا رہے ہیں عدو نیزہ تیر اور تبر
تڑپ کے پہنچیں مقامِ بلند پہ مضطر
سوار سینے پہ شمر لعین کو دیکھا
تڑپتا خاک پہ دیں کے معین کو دیکھا
لعیں نے تھامے ہوئے ہاتھ میں ہے تیغ جفا
وہ چاہتا ہے کرے تن سے شہ کے سر کو جدا
دکھائے حال نہ یہ بھائی کا بہن کو خدا
چلیں یہ کرتی ہوئی سوئے قتل گہہ نوحہ
ٹھہر جا شمر ٹھہر جا ابھی خنجر نہ چلا
لٹا لیں گود میں زہرا ابھی خنجر نہ چلا
اتر جا اس گھڑی ظالم زمیں پہ آنے تو دے تن
رکا ہے تیروں پر لاشہ ۔ ابھی خنجر نہ چلا

کئی دن سے پیاسا ہے ۔ لہو زخموں سے بہتا ہے
پلا دے پانی کا قطرہ ۔ ابھی خنجر نہ چلا
کیا ہے سارا تن پارا ۔ نہیں ہلنے کا بھی یارا
لٹا دوں میں سوئے قبلہ ۔ ابھی خنجر نہ چلا
نماز عصر پڑھنے دے ۔ خدا کا شکر کرنے دے
ادا کر لینے دے سجدہ ۔ ابھی خنجر نہ چلا
حسن آئیں علی آئیں ملک آئیں نبی آئیں
یہ سب دیکھیں گلا کٹتا ۔ ابھی خنجر نہ چلا
ملک لرزاں فلک لرزاں ۔ زمیں لرزاں زماں لرزاں
نہ ہو جائے خلل پیدا ۔ ابھی خنجر نہ چلا
مکین عرش آتے ہیں نبی کو ساتھ لاتے ہیں
سرہانے آ تو لیں نانا ۔ ابھی خنجر نہ چلا
تڑپتی ہے بہت مادر ۔ کہاں ہے تربتِ اصغر
میں ان سے پوچھ لوں اتنا ۔ ابھی خنجر نہ چلا
چلایا شمر نے خنجر ۔ بکا کرتی رہی خواہر
ذرا رک جا ذرا رک جا ۔ ابھی خنجر نہ چلا
ندا ہو گی سرِ محشر ۔ انیسِ سیدِ پیغمبر
سنا زینب کا وہ نوحہ ۔ ابھی خنجر نہ چلا

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۱۷

ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

بالی سکینہ یہی کرتی تھی رو کر فغاں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں
ہونے لگی دشت میں شامِ غریباں عیاں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

جانے کدھر آج سب ناصر و یاور گئے
کیسی قیامت ہوئی قاسم و اکبر گئے
جستجوئے آب میں ثانیِ حیدر گئے
ننھے مجاہد کے ساتھ سبطِ پیمبر گئے
ڈھونڈھ رہی ہوں مگر ملتا نہیں کچھ نشاں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

لشکرِ کفار میں دھوم ہے کیوں اس قدر
سوچ رہی ہوں یہی آئی ہے کیسی خبر
چاک گریباں کیے روتا ہے سب گھر کا گھر
ہوش کسی کو نہیں کیا کروں جاؤں کدھر
کوئی بتلائے مجھے کیوں ہے یہ آہ و فغاں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

خیموں میں بے اذن ہی آ گئے سب اہلِ شر
ظلم کی حد توڑ دی عابدِ بیمار پر
لوٹ لی سر سے ردا چھین کے سب مال و زر
شمرِ لعیں لے گیا چھین کے میرے گوہر
جا کے دکھاؤں گی میں کانوں سے خوں ہے رواں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

دو ہی پہر میں یہ آج واقعہ کیا ہو گیا
کوئی بتاتا نہیں کرتے ہیں سب ہی بکا
آپ بتائیں چچا ماجرا آخر ہے کیا
نہر سے کب لوٹ کے آئیں گے میرے چچا
خیمے بھی سب جل چکے چاروں طرف ہے دھواں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

پیاسی ہوں یہ لفظ ہی لب پہ نہ لاؤں گی میں
ان کی جدائی کا غم کیسے اٹھاؤں گی میں
موت سے پہلے انھیں دیکھ بھی پاؤں گی میں
جب بھی ملیں گے مجھے ان کو بتاؤں گی میں
مارے طمانچے مجھے شمر نے دی گھڑکیاں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

Presented by www.ziaraat.com

ہوش کسی کو نہ تھا اڑتا تھا گرد و غبار
ایک طرف بیٹھی تھیں بیبیاں سب اشکبار
شام سے جب شب ہوئی ختم ہوا انتظار
جانبِ مقتل چلیں کہتی ہوئی بار بار
ظالموں کے ظلم کو جا کے کروں گی بیاں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

اور انیسِ حزیں حال کرے کیا رقم
ظلم کی جب سیلیاں کھا چکے اہلِ حرم
آلِ محمد پہ پھر لوٹا نیا اک ستم
دیکھا کہ بچوں میں سے بالی سکینہ بھی کم
کرتی تھی جو دم بدم رو کے یہی اک فغاں
ہیں میرے عمو کہاں ہیں میرے بابا کہاں

نوحہ نمبر ۷۲

یہ واقعہ ہے محرم کی گیارہ کا بخدا

یہ واقعہ ہے محرم کی گیارہ کا بخدا
بغیر گور و کفن تھے شہیدِ کرب و بلا

حرم تمام تھے چھوٹے بڑے رسن بستہ
نہ سر پہ مقنع و چادر نہ کوئی داد رسا
عدو نے آلِ نبی کو یہ آ کے حکم دیا
سوار ناقوں پہ ہو جاؤ جانا ہے کوفہ

وہ ناقے آئے عماری کجاوے جن پہ نہ تھے
یہ جبر آلِ محمد سوار ان پہ ہوئے
لکھوں میں کس طرح کہ ہاتھ پشت پہ تھے بندھے
صغیر بچے تھے ماؤں کی چھاتیوں سے لگے
لعین بھگاتے تھے ناقوں کو اس شقاوت سے
نہ رکھ سکے کسی بچے کو ماں حفاظت سے

رواں تھا قافلہ بچہ جو کوئی گرتا تھا
وہ دیکھتی تھی اسے اور وہ ماں کو تکتا تھا
جو بچہ گرتا تھا ناقے سے دب کے مرتا تھا
صدائے یا علی کا ایک شعلہ اٹھتا تھا
عدو یہ حادثہ ہونے پہ بھی نہ رکتے تھے
بجائے رکنے کے وہ اور تیز چلتے تھے

سکینہ گر گئی ناقے سے ایک شور اٹھا
سرِ حسین معہ نیزے کے زمیں میں گڑا

Presented by www.ziaraat.com

کہا یہ شمر نے عابد سے جا کے پوچھو ذرا
سر آگے کیوں نہیں چلتا ہے کیا ہوا جو رکا
یہ پوچھ کر مجھے بتلاؤ دور جانا ہے
لگی جو دیر تو پھر تم ہو تازیانہ ہے

سنبھالے ہتھکڑی اور بیڑیاں بڑھے سجاد
قریب سر ہوئے شبیر کے تو کی فریاد
ندا یہ سر نے بہ اعجاز دی کہ سن روداد
سکینہ گر گئی ناقے سے بن میں زین العباد
میری سکینہ کو جب تک نہ کوئی لائے گا
سر حسین یہاں سے نہ آگے جائے گا

چلیں تلاش کو جنگل میں زینب مضطر
صدائیں دیتی تھیں کس جا ہو تم میری دلبر
کہ اتفاق سے ایک سمت پڑ گئی جو نظر
یہ دیکھا بیٹھی ہے اک بی بی یوں جھکائے سر
سیاہ پوش کھلا سر ہے اور روتی ہے
سکینہ گود میں ان کی ہے اور سوتی ہے

قریب پہنچ کے زینب نے ان سے فرمایا
تمہارا شکریہ اے بی بی جو ترس کھایا

اس ایک نیکی سے پروانہ ارم پایا
مگر اے محسنہ چہرہ نہ اپنا دکھلایا
میں روز محشر جو دیکھوں تو تم کو پہچانوں
جو مانگو اس کے صلے میں وہ تم کو دلوا دوں

ابھی تو کچھ نہیں کیا دوں تمہیں دعا کے سوا
ہمارا شیوہ ہے وعدہ کو کرنا اپنے وفا
ہم اہلبیت محمد ہیں شک نہیں واللہ
علی ہیں بابا برادر امام ماں زہرہ
خدا گواہ ہے سچ وہ ہے جو کہا یا کہوں
بتائیں آپ بھی نام اپنا میں تو زینب ہوں

یہ سن کے صبر کا پیمانہ بی بی کا چھلکا
ہٹا کے بالوں کو رخ سے یہ درد و یاس کہا
میں تیری ماں ہوں تو پہچان مجھ کو ماہ لقا
اے میری زینب مضطر سلام لے ماں کا
ملا ہے چہرے پہ اپنے حسین کا یہ لہو
تو سونگھ لے ترے بھائی کی اس میں ہے خوشبو

یہ سن کے لپٹی گلے ماں کے زینب مضطر
انیس پایا تو قابو رہا نہ پھر دل پر

Presented by www.ziaraat.com

…سنایا حال مصائب تمام رو رو کر
…کہا یہ زہرہ نے کر صبر اے میری نورِ نظر
میرے حسین کی پیاری کو لے گلے سے لگا
اور اپنے بھائی کا مادر سے پرسہ لے بیٹا

نوحہ نمبر ۴۳

قدم قدم پہ ملی کربلا سکینہ کو

…قدم قدم پہ ملی کربلا سکینہ کو
…ستایا ظالموں نے جا بجا سکینہ کو
عدو کے ظلم سے فرقت کا غم بڑھا اتنا
ستا رہا ہے فراقِ چچا سکینہ کو
…لا نہ پانی تو لوٹ آتے منہ کو کیوں موڑا
…یہ آج تک ہے چچا سے گلہ سکینہ کو
فراقِ سوزِ عطش ظلم و جور سہنے کا
یہ کمسنی میں تھا بس حوصلہ سکینہ کو
…ھٹک رہی ہو کدھر آؤ اس طرف آؤ
…یہ دیتا تھا تنِ بے سر صدا سکینہ کو

بچھڑ کے آتا بھلا چین کیسے نیند آتی
سکوں نہ باپ کا سینہ ملا سکینہ کو
پکارتی رہی راہوں میں اپنے پیاروں کو
مگر ملا نہ کسی کا پتہ سکینہ کو
وہ مانگتی رہی راہوں میں شام و کوفہ کی
مگر نہ اعدا نے پانی دیا سکینہ کو
ابھی تو کرتی تھی نالے ہوئی ہے کیوں خاموش
رباب کہتی تھی کیا ہو گیا سکینہ کو
کلیجہ ماں کا پھٹا کچھ تو بولو اے لوگو
قضا نے چھین لیا مجھ سے کیا سکینہ کو
ہزار حیف کہ مانگی لعینوں سے لیکن
نہ دی کفن کو بھی کہنہ ردا سکینہ کو
انیس ایسا کیا قید لا کے زنداں میں
کرا سکی نہ قضا بھی رہا سکینہ کو

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۷۴

عمو بھی نہیں آئے بابا بھی نہیں آئے

عمو بھی نہیں آئے بابا بھی نہیں آئے
کیا بات ہے دریا پہ جو جائے وہ رہ جائے

کچھ بات یقیناً ہے شاید ہیں خفا مجھ سے
جو خود بھی نہیں آئے پانی بھی نہیں لائے

بتلا دے کوئی اتنا کس جا ہیں میرے عمو
میں جا کے مناؤں گی کوئی مجھے لے جائے

اکبر ہیں نہ قاسم ہیں نہ عون و محمد بھی
گھر لوٹ کے میداں سے اب تک وہ نہیں آئے

کیوں سینہ زنی ہے یہ کیوں گریہ کناں ہیں سب
کیا بات ہے رونے کی مجھ کو کوئی سمجھائے

سب مجھ سے چھپاتے ہیں کیوں اشک بہاتے ہیں
کیا گزری ہے بابا پر کیا عمو پہ بتلائے

شاید کہ بہل جاتا دل جھولا جھلانے سے
ننھا سا میرا بھائی اصغر بھی چھٹا ہائے

سب ہی گئے میداں میں کیا جانے کیا گزری ہے
اتنا بھی نہیں کوئی جا کر جو خبر لائے

آواز تو دو بابا ہیں حدِ نظر لاشے
اب ڈھونڈنے کوئی بھی جائے تو کہاں جائے

بابا نہ چچا بھائی پردیس میں سب بچھڑے
اس جینے سے اچھا ہے جو مجھ کو اجل آئے

یہ کیسی محبت ہے اتنا بھی نہیں سوچا
بچی غمِ فرقت میں رو رو کے نہ مر جائے

کانوں سے میرے چھینے وہ شمر ستمگر نے
بابا جو گہر مجھ کو تھے آپ نے پہنائے

نالوں سے سکینہ کے منہ کو ہے جگر آیا
خاموش انیسؔ غم یہ قلب نہ پھٹ جائے

نوحہ نمبر ۷۵

کہتی تھی یہ شہ کی دختر - اماں سو جاؤں گی میں

کہتی تھی یہ شہ کی دختر - اماں سو جاؤں گی میں
آپ کیوں ہیں اتنی مضطر - اماں سو جاؤں گی میں

Presented by www.ziaraat.com

پیاس کی شدت اور یہ دھواں ۔ جور و جفا بے وارثی
ان کا بھی غلبہ ہے مجھ پر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
درد ہے کانوں میں شورش ہے ابھی رخسار میں
جس طرح بھی ہوگا بہتر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
گھر جلایا چادریں چھینی رسن بستہ کیا
ہے اثر اس کا بھی دل پر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
یہ بھیانک رات وارث بھی نہیں آتا ہے خوف
آنہ جائے پھر ستمگر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
اب ہیں بابا اور نہ عمو اور نہ بھائی گھر نہ در
غم سے ہے گو حال ابتر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
پانی بھرنے کو گئے تھے لے کے مشکیزہ میرا
جب چچا آئیں گے لے کر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
سینۂ بابا پہ نیند آجاتی تھی فوراً مجھے
رات ہے پہلی بچھڑ کر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
لے کے بابا آئیں گے شب کو جو اصغر روئیں گے
ان کو سینہ سے لگا کر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
شمر سے مجھ کو بچا لیں بن کے ضامن اس گھڑی
پھر نہ روؤں گی تڑپ کر ۔ اماں سوجاؤں گی میں

چار سو نگراں تھیں تاریکی میں آنکھیں خوف سے
ماں سے کہتی تھی برابر ۔ اماں سوجاؤں گی میں
اے انیس غم رسیدہ کس قدر ہے درد دل
سانس بھی لینا ہے دوبھر ۔ اماں سوجاؤں گی میں

نوحہ نمبر ۷۶

تھا سکینہ کے لب پر میرے بابا بابا

تھا سکینہ کے لب پر میرے بابا بابا
دیکھئے حال تو آکر ۔ میرے بابا بابا
وا حسینا کی صدا آتی ہے لرزاں ہے زمیں
کیسا برپا ہے یہ محشر ۔ میرے بابا بابا
مجھ سے یہ کہہ کر گئے تھے ابھی ہم آتے ہیں
آئے پھر کیوں نہ پلٹ کر ۔ میرے بابا بابا
آگ خیموں میں لگا دی کیا بھائی کو اسیر
چھین لی رانڈوں کی چادر ۔ میرے بابا بابا
شمر نے مارے طمانچے میرے رخساروں پر
چھین کر لے گیا گوہر ۔ میرے بابا بابا

Presented by www.ziaraat.com

شب اندھیری یہ الم اور یہ جدائی یہ جفا
شاق کتنی ہے یہ مجھ پر۔ میرے بابا بابا

جلنے کیا ڈھونڈتی ہے خاک پہ ام فروا
حالِ اکبر بھی ہے ابتر۔ میرے بابا بابا

چوڑیاں توڑیں چچی کی پھوپھی اماں نے تمام
فضل کیوں روتے ہیں کہہ کر۔ میرے بابا بابا

ہاتھ دل پہ ہی رکھے رہتی ہیں اماں ہر دم
جب سے رن میں گئے اکبر۔ میرے بابا بابا

گود پھیلائے درِ خیمہ پہ وہ رہتی ہیں
ایسا کیوں کرتی ہیں مادر۔ میرے بابا بابا

آپ جا کر نہیں آئے یہ ہوا حال پھوپھی
سوتی وہ بھی نہیں شب بھر۔ میرے بابا بابا

کب سے ہے حال پریشاں انیسِ پُر غم
کچھ ترس کھائیے اس پر۔ میرے بابا بابا

نوحہ نمبر ۸

زنداں کے اندھیرے میں کچھ حرکت میں ہیں دیکھے سائے

زنداں کے اندھیرے میں کچھ حرکت میں ہیں دیکھے سائے
آثار بتاتے ہیں یہ وہ سب ہیں بہت گھبرائے

اس طرح سے کچھ آتی ہیں زنجیروں کی آوازیں
جیسے کوئی جکڑا قیدی بیتابی سے اٹھ جائے

اک دائرہ سا بنتا ہے جھکتا ہے زمیں کی جانب
جس طرح کوئی ڈھونڈے یا دوسرے کو دکھلائے

کیا ماجرا ہے یارب۔ کچھ روشنی تو پیدا کر
کیا گزری اسیروں پہ ہے وہ صاف نظر تو آئے

وہ قیدِ ستم سے اٹھا طوفان و بکا و ماتم
زنداں کی تاریکی نے اشکوں کے دیئے جلائے

جب شمع جلی اشکوں کی تو صاف نظر یہ آیا
ہے خاک پہ بیٹھی بالو اک بچی کو لپٹائے

حلقہ ہیں کئے سب رانڈیں اور کہتی ہیں رو رو کر
کوکھ اجڑی ہوئی مادر سے میت تو کوئی چھڑائے

Presented by www.ziaraat.com

مرجائے نہ وہ اس غم سے بانو کو ہوا ہے سکتہ
ایک ایک کا منہ تکتی ہے کوئی تو اسے رلوائے
زنداں کی درو دیواریں ہلتی ہیں مسلسل غم سے
جب کرتی ہے زینب نالے ہائے سکینہ ہائے
نادار پھوپھی اے بیٹا بتلاؤ تو اس غربت میں
نہلانے کو تیری میت پانی وہ کہاں سے لائے
اب کس سے کفن منگواؤں سب قتل ہوئے کربل میں
چادر بھی نہیں ہے سر پہ کس طرح تجھے کفنائے
بیمار برادر تیرا زنجیروں میں جکڑا ہے
کیسے وہ لحد کو کھودے کیسے وہ تجھے دفنائے
کیا قہر ہے مرنے پر بھی ہیں جور و جفائیں تجھ پر
کہتا ہے یزید اظلم میت بھی نہ باہر آئے
کہتے ہیں حجاب آتا ہے سب آپ کو علم ہے مولا
کس کس کو نہیں مضطر کیا حال ہے کیسا بتلائے

نوحہ نمبر ۸

زینب نے کئے بین یہ مرقد سے لپٹ کر۔ اٹھو میرے بھیا

زینب کے بین یہ مرقد سے لپٹ کر ۔ اٹھو میرے بھیا
ہم آئے ہیں بازاروں میں درباروں میں ہو کر ۔ اٹھو میرے بھیا
کیا لوگی نہیں لائی ہوں تجھے جو سفر سے ۔ دل اور جگر سے
کر دے نہ کہیں گم انہیں یہ غم زدہ خواہر ۔ اٹھو میرے بھیا
کر دیجئے بحل میری خطا تھی مجبور ۔ میں بیکس و رنجور
گم ہو گئی زنداں میں امانت تیری دختر ۔ اٹھو میرے بھیا
شرمندہ ہوں یہ داغ جگر پر ہے نمایاں ۔ اے سید ذیشاں
پرسے کے لیے آئی ہوں بھیا میں لحد پر ۔ اٹھو میرے بھیا
بانو سے چھٹی جب سے زنداں میں سکینہ ۔ اے شاہ مدینہ
کھاتی ہے نہ کچھ پیتی ہے سوتی ہے نہ شب بھر ۔ اٹھو میرے بھیا
کس جا پہ ہے تربت علی اصغر کی بتا دو ۔ آواز سنا دو
ہو کوئی تو صورت کہ جو ٹھہرے دل مادر ۔ اٹھو میرے بھیا
بیتاب ہے کب سے یہ ملاقات کو لیلیٰ ۔ دن رات ہے نالہ
اب تو اسے بتلا دو کہاں ہیں علی اکبر ۔ اٹھو میرے بھیا

Presented by www.ziaraat.com

بیٹھی ہوئی وہ چھانتی ہیں ریگ بیاباں — بے حد ہیں پریشاں
بھابی و کبریٰ کا بہت حال ہے ابتر — اٹھو میرے بھیّا
وہ میر او فادار وہ جرار و غمخوار — ہم سب کا نگہدار
کس جا ہے بتا دو میرا عباس دلاور — اٹھو میرے بھیّا
عباس کو بتلا دوں سکینہ نے قضا کی — پیاسی ہی سدھاری
تم ساتھ چلو مجھ سے نہ سنبھلے گا یہ سن کر — اٹھو میرے بھیّا
کچھ پوچھ تو لو حالِ سفر کیا ہوئی بیداد — بتلائے گا سجاد
بیٹھا ہے جھکائے ہوئے سر پاس ہی دلبر — اٹھو میرے بھیّا
تم کہہ دو کچھ شام کی روداد سناؤں — کچھ زخم دکھاؤں
کس طرح دن رات کٹے تم سے بچھڑ کر — اٹھو میرے بھیّا
کچھ لو بیے ہیں ان کو نہیں پوچھوں گی بھیّا — وہ دونوں تھے فدیہ
تھے عون و محمد علی اکبر سے نہ بڑھ کر — اٹھو میرے بھیّا
تھا آلِ محمد میں بپا حشر کا ساماں — جلتا تھا بیاباں
جس وقت صدا دیتی تھی زینب یہ تڑپ کر — اٹھو میرے بھیّا
کوئی نہ انیس اور نہ ہمدم نہ سہارا — فریاد خدارا
ہے وقت مدد کیجیے حالات کو بہتر — اٹھو میرے بھیّا

نوحہ نمبر ۷۹

رونے کو جائے بانوئے مضطر کہاں کہاں

رونے کو جائے بانوئے مضطر کہاں کہاں
شوہر کہیں پسر کہیں دلبر کہاں کہاں

جنگل پہاڑ دشت بیاباں وہ لو وہ دھوپ
نکلے وطن سے اور گئے سرور کہاں کہاں

زینب نے پوچھا بھیّا ہ سے بھیّا تمہارے بعد
تشہیر ہونے جائے گی خواہر کہاں کہاں

کوفہ بقیع و بادیہ زندان شام میں
روتی ہے جا کے شاہ کی مادر کہاں کہاں

اٹھتے ہیں شعلے خیموں سے محصور ہیں حرم
پہنچے مدد کو دخترِ حیدر کہاں کہاں

قاسم کی لاش بکھری ہے رن میں کچھ اس طرح
پامال تن کو ڈھونڈیں گے سرور کہاں کہاں

کر کے اسیر آلِ محمد کو بے خطا
لے کر گیا یزید کا لشکر کہاں کہاں

Presented by www.ziaraat.com

راہِ سفر میں ماریہ کے بن سے تا بہ شام
برسے سرِ بریدہ پہ پتھر کہاں کہاں

آلِ نبی نے دورِ اسیری میں ہر نفس
دیکھے ہیں کیا کیا راہوں میں منظر کہاں کہاں

ڈھونڈے گی جا کے مادرِ سرور کہاں کہاں
پردیس میں بکھر گئے گوہر کہاں کہاں

اس زندگی سے موت ہے بہتر انیس کو
کھاتا ہے کتنی ٹھوکریں در در کہاں کہاں

نوحہ نمبر ۸۰

لاشۂ سرور پہ زینب پکاری اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

لاشۂ سرور پہ زینب پکاری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے
آتی ہے چھٹ کے اب غم کی ماری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

کیا کہوں تم سے شاہِ مدینہ — ساتھ آئی نہ بالی سکینہ
قید میں رہ گئی غم کی ماری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

کیسے واپس کروں میں امانت — قید خانے نے کر لی خیانت
کچھ نہ بن آئی بھیا ہماری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

چین آیا نہ اک پل میسر — بھیا بچی کو تم سے بچھڑ کر
کام تھا رات دن آہ و زاری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

در پہ رہتی تھی زنداں کے ہر دم — کہتی تھی جانے والوں سے پُر غم
رک جا کچھ دیر سن لے ہماری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

غم کی روداد اپنی سنا کر — روتی تھی خود بھی ان کو رلا کر
مشغلہ تھا اس کا اشکباری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

ایک شب خواب میں اس نے دیکھا — آ کے کہتے ہیں زنداں میں بابا
پاس آ جاؤ اے میری پیاری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

رات کس طرح کاٹی وہ بھیا — صبح جس کی نہ بھولے گی دکھیا
سوئے جنت سکینہ سدھاری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

معاف کر دیجیے میری غفلت — ساتھ لائی نہ میں وہ امانت
کیا کہوں کتنی ہے شرمساری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

کاش مرقد سے آواز آئے — تو سکونِ قلب ہمشیر پائے
غم نہ کھا اے بہن غم کی ماری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

کچھ تو فرمائیں مجھ سے برادر — دل انیسِ عزا کا ہے مضطر
تر ہے اشکوں سے پوشاک ساری — اٹھ کے پرسہ تو لے لو بہن سے

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۸۱

چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

مجرا لو اے شاہِ امم۔ بتلائیں کیا گزرے ستم
تازہ سکینہ کا ہے غم۔ گریاں ہیں سب اہلِ حرم
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

دفناتے ہیں زین العبا۔ بے گور لاشہ باپ کا
کرتے ہیں سب آہ و بکا۔ کربل میں ہے محشر بپا
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

اے فاطمہ زہرہ کی جاں۔ یہ دھوپ اور ریگِ تپاں
بے دفن لاشے الاماں۔ اہلِ حرم میں ہے فغاں
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

عباس اے جانِ علی۔ تیری بھتیجی لاڈلی
قیدِ ستم میں مر گئی۔ زنداں میں تربت بنی
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

لیلیٰ ہے یہ نوحہ کناں۔ اٹھو میرے کڑیل جواں
دیکھوں کہاں کھائی سناں۔ ہو کر رہا آئی ہے ماں
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

کیوں ہاتھ سینہ پر دھرا۔ کیا درد دل میں ہے سوا
صدقے گئی اب تو بتا۔ ماں نے یہ رو کر کہا
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

ڈھونڈے تجھے بانو کہاں۔ چھ ماں کے اے بے زباں
آواز دو تم ہو جہاں۔ کہتی تھی مادر نیم جاں
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

تم تھے بہت تشنہ دہاں۔ کیسی پھری تھیں پتلیاں
اب تو نہیں ہیں ہچکیاں۔ بولو تو کچھ اے میری جاں
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

کچھ حالِ دل ماں سے کہو۔ جو قید میں گذری سنو
آئی ہے دلہن مجرا لو۔ اے قاسمِ نوشہ اٹھو
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

باقی نہیں کچھ پیرہن۔ کس طرح ہو غسل و کفن
اے میرے قاسم گلبدن۔ ٹکڑے ٹکڑے ہے سب بدن
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

Presented by www.ziaraat.com

انصارِ شاہِ کربلا۔ لاشے شہیدان دفا
دفناتے ہیں آلِ عبا۔ رو رو کے عابدؑ نے کہا
چہلم ہے اس دستگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا
روک لے انیس اپنا قلم۔ برساتی ہے خون چشم نم
ہر دل پہ ہے کوہِ الم۔ وہ دیکھ آتا ہے علم
چہلم ہے اس دستگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

نوحہ نمبر ۸۲

لکھا ہے قافلے کی واپسی کا یوں احوال

لکھا ہے قافلے کی واپسی کا یوں احوال
بشیر ڈالے ہوئے تھا گلے میں کالی شال
ندا یہ دیتا ہوا جاتا تھا بہ رنج و ملال
مدینے والو چلو جلد کرنے استقبال
بچھڑ گئے تھے رجب میں جو مہرباں تم سے
وطن وہ آئے ہیں لٹ کر نڈھال ہیں غم سے
سنانی ہے کر چلا ہوں نبیؐ کے روضے پر
بپا ہوا ہے قیامت سے پہلے اک محشر

سنو گے حالِ تباہی پھٹے گا غم سے جگر
نہ اب ہیں قاسم و عباس اکبر و سرور
بچے ہیں مردوں میں بس ایک عابدِ بیمار
ہیں ایسے حال میں پہچان جن کی ہے دشوار
ابھی بشیر تھا قبرِ نبیؐ کی سمت رواں
کہ اک ضعیفہ ہوئی اک مکاں کے در سے عیاں
کہا اے شیخ بتا کر رہا ہے کیوں یہ فغاں
یہ کس کے غم میں ہیں مصروف گریہ خورد و کلاں
سنی ہے جب سے صدا ہے بکا سے بے چین
سفر میں ہے میرا آقا نبیؐ کا لال حسینؑ
نبیؐ کے روضے پہ کیوں گریہ کرتا جاتا ہے
یہ بات سوچ کے دل میرا بیٹھا جاتا ہے
میں پوچھتی ہوں جو تجھ سے نہیں بتاتا ہے
بتاتا کیوں نہیں کس واسطے چھپاتا ہے
میں خادمہ ہوں محمدؐ کے گھر کی کہا
کہے گا قبرِ نبیؐ پر جو پہلے [illegible] کو بتا
میرا ہے اس لیے اسرار تجھ سے نیک سیر
کیا تھا ماہِ رجب میں ہی شاہِ دیں نے سفر

Presented by www.ziaraat.com

انصارِ شاہِ کربلا۔ لاشے شہیدانِ وفا
دفناتے ہیں آلِ عبا۔ رو رو کے عابد نے کہا
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا
روک لے انیس اپنا قلم۔ برساتی ہے خوں چشمِ نم
ہر دل پہ ہے کوہِ الم۔ وہ دیکھ آتا ہے علم
چہلم ہے اس دلگیر کا۔ بیکس کا بے تقصیر کا

نوحہ نمبر ۸۲

لکھا ہے قافلے کی واپسی کا یوں احوال

لکھا ہے قافلے کی واپسی کا یوں احوال
بشیر ڈالے ہوئے تھا گلے میں کالی شال
ندا یہ دیتا ہوا جاتا تھا بہ رنج و ملال
مدینے والو چلو جلد کرنے استقبال
بچھڑ گئے تھے رجب میں جو مہرباں تم سے
وطن وہ آئے ہیں لٹ کر نڈھال ہیں غم سے
سنانی ہے کہ چلا ہوں نبیؐ کے روضے پر
بپا ہوا ہے قیامت سے پہلے اک محشر

سنو گے حالِ تباہی پھٹے گا غم سے جگر
نہ اب ہیں قاسم و عباس اکبر و سرور
بچے ہیں مردوں میں بس ایک عابدِ بیمار
ہیں ایسے حال میں پہچان جن کی ہے دشوار
ابھی بشیر تھا قبرِ نبیؐ کی سمت رواں
کہ اک ضعیفہ ہوئی اک مکاں کے در سے عیاں
کہا اے شیخ بتا کر رہا ہے کیوں یہ فغاں
یہ کس کے غم میں ہیں مصروف گریہ خورد و کلاں
سنی ہے جب سے صدائے بکا نہیں ہے چین
سفر میں ہے میرا آقا نبیؐ کا لال حسینؑ
نبی کے روضے پہ کیوں گریہ کرتا جاتا ہے
یہ بات سوچ کے دل میرا بیٹھا جاتا ہے
میں پوچھتی ہوں جو تجھ سے نہیں بتاتا ہے
بتاتا کیوں نہیں کس واسطے چھپاتا ہے
میں خادمہ ہوں محمد کے گھر کی خوف نہ کھا
کہے گا قبرِ نبی پر جو پہلے مجھ کو بتا
میرا ہے اس لیے اصرار تجھ سے نیک سیر
کیا تھا ماہِ رجب میں ہی شاہِ دیں نے سفر

Presented by www.ziaraat.com

گئے ہیں جب سے نہیں کوئی خیریت کی خبر
ان ہی کی فکر میں کٹتے ہیں اب یہ شام و سحر
سنانی لایا ہے کس کی سنا دے کیوں ہے خموش
یہ تیری چپ سے اڑے جا رہے ہیں میرے ہوش
مجھ ہی کو کہتے ہیں ام البنین لوگ تمام
میرا ہی لال ہے عباس شاہِ دیں کا غلام
یقیں ہے کوئی مصیبت ہوئی جو پیش امام
غلام آئے گا آقا کے سب سے پہلے کام
اگر جلال میں عباس کھینچ لے گا حسام
تو ایک حملے میں الٹے گا ارضِ کوفہ و شام
ادب سے بولا یہ رو کر بشیرِ خستہ جگر
حضور آپ چلیں تو نبی کے روضہ پر
وہیں سناؤں گا اس قافلے کا حالِ سفر
مدینہ لٹ گیا اہلِ مدینہ پیٹو سر
چلو حضور کے روضے پہ سب بتلاتا ہوں
یہی سنانی تو ان کو سنانے جاتا ہوں
نہ پوچھو نام جدا لے کے تم خدا کے لیے
شگاف ہوں گے جگر جو بیان میں نے کیے

جو آسکیں نہ تصور میں ایسے ظلم کیے
صغیر کچھ تو جواں پیر سب جہاں سے موئے
جو رہ گئے ہیں وہ واپس وطن میں آئے ہیں
اڑیں حواس جو دیکھے وہ تحفے لائے ہیں
غرض بشیر رواقِ نبیؐ پہ جا کے رکا
عمامہ سر سے اتارا زمیں پہ پھینک دیا
عجیب کرب سے منہ پیٹ کر یہ نوحہ کیا
حسین کرب و بلا میں تمہارا قتل ہوا
ستم رسیدہ زخم خوردہ بیبیاں آئیں
اٹھو نبی کہ سفر سے نواسیاں آئیں
ادھر یہ سن کے بپا ہو گیا جو اک محشر
ادھر سیاہ عماری قریب آئیں نظر
لکھوں میں کس طرح آتا ہے غم سے منہ کو جگر
مہار ناقوں کی تھامے تھے عابدِ مضطر
یہ نوحہ خوان رلاتا تھا سب زمانے کو
قبول کر نہ مدینے ہمارے آنے کو
مدینہ چھٹ گئے جنگل میں گود کے پالے
مدینہ قتل ہوئے سب ہمارے گھر والے

Presented by www.ziaraat.com

ـد ینے اتنے چلے ہم کہ پڑ گئے چھالے
ـدینہ پشت پہ کھائے لعینوں کے بھالے
مزارِ نانا پہ جس وقت ملنے جائیں گے
دیئے ہیں تحفے جو امت نے وہ دکھائیں گے

ـٹو ہٹو بچو اک سمت سے یہ شور اٹھا
ـوہ دیکھو آئی ہیں تھامے ہوئے عصا صغرا
ـماریوں کے قریب جاکے دیکھا اور پوچھا
ـتاؤ کون ہے تم میں سے زینب کبریٰ
آٹے ہیں گرد سے چہرے عجب ہے حالِ زار
ہمارے واسطے پہچان ہو گئی دشوار

ـسخن سنے جو صغرا کے کچھ نہ بن آئی
ـسر اپنا پیٹ کے زینب بہ درد چلائی
ـہمیں تو صغرا ابھی پہچانتی نہیں بھائی
ـبتاؤ تم ہی اسے آکے صدقے ماں جائی
تمام کنبے کو جنگل میں رو کے آئے ہیں
ہم اپنے چہروں کی تنویر کھو کے آئے ہیں

ـیہ سنتے ہی گئی پہچان فاطمہ صغرا
ـتڑپ کے گر گئی قدموں پہ اور یہ رو کے کہا

بتایئے مجھے جلدی سے دم میرا نکلا
کہاں ہیں بھائی چچا اور ہیں کہاں بابا
سکینہ اور نہ اصغر دکھائی دیتے ہیں
کہاں ہیں جاکے جگا لوں اگر وہ سوتے ہیں

یہ کہہ کے بیبیوں کی سمت جب ہوئی وہ رواں
بپا تھا آلِ محمد میں ایک شورِ فغاں
انیس اور نہیں اس سے آگے تابِ بیاں
جگر سے اٹھنے لگا ہے غم و الم کا دھواں
ہر ایک بی بی کی گودی میں ڈھونڈا جا جاکر
ملے نہ بھائی بہن غم سے غش ہوئی مضطر

نوحہ نمبر ۸۳

کہتی تھی روکر زینب کبریٰ
کیسے وطن اب جاؤں میں

کہتی تھی روکر زینب کبری
کیسے وطن اب جاؤں میں
بچھڑ گیا پردیس میں کنبہ
کیسے وطن اب جاؤں میں

Presented by www.ziaraat.com

بھائی بھتیجے اور پسر سب
قتل ہوئے سر ننگے پھری
لٹ گیا کل اسباب ہمارا
کیسے وطن اب جاؤں میں

صدقے پھوپھی اب ضد نہیں کرنا
گھر چلنے کو مجھ سے نہ کہنا
تم ہی بتاؤ عابد بیٹا
کیسے وطن اب جاؤں میں

عون و محمد قاسم و اکبر
سبطِ نبی عباس و اصغر
رہ جائیں گے یہ سب تنہا
کیسے وطن اب جاؤں میں

کوئی نہیں اٹھتا جانے کو
سوتے ہیں سب آرام سے دیکھو
اب تو یہی بن ہے گھر میرا
کیسے وطن اب جاؤں میں

امِ رباب اور لیلیٰ فروا
کس کس کو سمجھاؤں میں بیٹا

چھوڑ کے ان کو بن میں اکیلا
کیسے وطن اب جاؤں میں

غم سے کہیں پھٹ جائے نہ سینہ
پیہم یاد آتی ہے سکینہ
چھوڑ کے مرقد بھائی کا تنہا
کیسے وطن اب جاؤں میں

جن سے میرے گھر میں رونق تھی
جن سے میرے دل کو ڈھارس تھی
ان کو پسند آیا ہے صحرا
کیسے وطن اب جاؤں میں

عابد مضطر کرتے تھے منت
چلیئے پھوپھی گھر غیر ہے حالت
زینب علیا کرتی تھی نوحہ
کیسے وطن اب جاؤں میں

کوئی انیس ہمدرد نہیں ہے
جینے کی چاہت بھی نہیں ہے
لوٹ گیا ہر ایک سہارا
کیسے وطن اب جاؤں میں

Presented by www.ziaraat.com

نوحہ نمبر ۸۴

تو کر نہ قبول آنے کو اس طرح ہمارے۔ اے جد کے مدینے

گھٹ گھٹ کے جب سکینہ نے زنداں میں کی قضا
تب قید سے رہا ہوئے سب آلِ مصطفےٰ
اک بار نینوا میں ہوا حشر پھر بپا
چہلم کے بعد سوئے وطن قافلہ چلا
جس دم قریں مدینے کے پہنچا یہ قافلہ
شورِ فغاں میں سب سے نمایاں تھی یہ صدا

تو کر نہ قبول آنے کو اس طرح ہمارے۔ اے جد کے مدینے
کلثوم نے نوحہ کیا سب مر گئے پیارے۔ اے جد کے مدینے
یاد ہو گی تجھے وقت سفر شان ہماری۔ اور شہ کی سواری
اب اوڑھے ہوئے کالی ردا آئے ہیں سارے۔ اے جد کے مدینے
جب تجھ سے گئے تھے تو ہر اک گود تھی آباد۔ ہو گا وہ تجھے یاد
اجڑی ہوئی ہر گود کے اب کہنے لگے تارے۔ اے جد کے مدینے

بتلاؤں تجھے کیا ہوئی پردیس میں بیداد۔ کیوں لب پہ ہے فریاد
اعدا نے مکیں تیرے بڑے ظلم سے مارے۔ اے جد کے مدینے
کیا ذکر بڑوں کا نہ دیا بچوں کو پانی۔ اف تشنہ دہانی
کچھ دور نہ تھے خیموں سے دریا کے کنارے۔ اے جد کے مدینے
چھ ماہ کے اصغر پہ بھی کچھ رحم نہ کھایا۔ اور ظلم یہ ڈھایا
مارا انھیں پیکاں وہ سوئے خلد سدھارے۔ اے جد کے مدینے
وہ عون و محمد مرے وہ قاسم و اکبر۔ عباسِ دلاور
مقتولِ جفا ہو گئے یہ سارے کے سارے۔ اے جد کے مدینے
پھر قتل ہوا سبطِ نبی فاطمہ کا لال۔ لاشہ کیا پامال
آتے تھے نظر عصر کو گردوں پہ ستارے۔ اے جد کے مدینے
بعد اس کے جفاکاروں نے خیموں کو جلایا۔ اور سب کو ستایا
اب مجمع اعدا میں کھلے سر تھے ہمارے۔ اے جد کے مدینے
بیمار کو کفاروں نے زنجیر سے جکڑا۔ واحسرت و دردا
کانوں سے سکینہ کے بہے خون کے دھارے۔ اے جد کے مدینے
لے کر گئے بازاروں میں درباروں میں اعدا۔ چادر تھی نہ مقنع
کیسے کہوں اُس وقت تھا کیا حال ہمارا۔ اے جد کے مدینے
پھر ہم کو مقید کیا زندانِ ستم میں۔ شدت ہوئی غم میں
نادان سکینہ موئی واں خوف کے مارے۔ اے جد کے مدینے

Presented by www.ziaraat.com

امت نے دیئے اجرِ رسالت میں جو تحفے - لائے ہیں چھپا کے
کر لیجیو تو مرقدِ نانا پہ نظارے - اے جد کے مدینے
پہلے ہی سے تھا آہ و بکا اور ہوا محشر - یہ سن کے مکرر
ہم آئے ہیں سب کھو کے انیس اور سہارے - اے جد کے مدینے

نوحہ نمبر ۸۵

جاتی ہے سوئے وطن ہمشیرِ سرور الوداع

جاتی ہے سوئے وطن ہمشیرِ سرور الوداع
تم بھی زینب سے کہو اے میری خواہر الوداع
مرقدِ شبیر سے آئی یہ سنتے ہی صدا
الوداع جاؤ بہن اے بنتِ حیدر الوداع
دینا ہے پیغام صغرا کو تو وہ کہہ دیجیے
کچھ تو پا جائے سکوں بیمار و مضطر الوداع
تم بہن کہہ دینا اس سے ہم نہ بھولے تھے اسے
گھر گئے کرب و بلا میں آ کے دلبر الوداع
وقتِ آخر بھی تمنا دید کی اکبر نے کی
دیکھا تم کو توڑا دم یہ کہہ کے خواہر الوداع

ڈھونڈے گی آغوشِ مادر میں وہ بھائی کو ضرور
ہو گئے کیوں کر کہوں گی اس سے اصغر الوداع
صبر آ جائے گا اس کو صاف کہہ دینا بہن
مر گئے کھا کے ستم کا تیر اصغر الوداع
سب کے ارماں رہ گئے دل میں نہ مہلت مل سکی
کہہ گئے سینے پہ برچھی کھا کے اکبر الوداع
پوچھے صغرا اگر سکینہ کو تو کہہ دینا بہن
ہو گئی وہ شام کے زنداں میں مضطر الوداع
بولیں زینب پوچھیں جا اہلِ وطن تو کیا کہوں
آئی یہ آواز کہنا ان سے خواہر الوداع
ہو سکے تو یاد کر لینا ہماری پیاس کو
اجر اس کا دے گا تم کو ربِ اکبر الوداع
دھیان رکھنا اے بہن ذکرِ جفا کرتے ہوئے
سورِ غم سے مر نہ جائے یہ بھی دختر الوداع
نوحہ کرنے میں بتا دینا ہوئے ہیں جو ستم
تا بہ محشر روئے گا مومن یہ سن کر الوداع
لیلیٰ، بانو، فروا، فضہ اور اسیرانِ بلا
کبریٰ، کلثوم اے بیمار و مضطر الوداع

Presented by www.ziaraat.com

بیوہ عباس و مسلم اور انصار و انیس
آپ بھی جاؤ وطن یاں ہم سے کہہ کر الوداع

نوحہ نمبر ۸۶

رو رو کے غمِ ہجر میں مر جاؤں گی بھیّا

جب آؤ گے جب جاں سے گزر جاؤں گی بھیّا
یاد آتا ہے رہ رہ کے گلے تیرا لپٹنا
آغوش میں آ کر میری چادر میں سمٹنا
مجھ کو کبھی بابا کو تیرا دیکھ کے ہنسنا
تم بھول گئے میں نہ بھلاؤں گی بھیّا
رو رو کے غمِ ہجر میں مر جاؤں گی بھیّا

کیا کہہ دیا بابا نے ترے کان میں بڑھ کر
چھوڑا میری آغوش کو دیکھا بھی نہ مڑ کر
ہر وقت میری آنکھوں میں پھرتا ہے وہ منظر
تم ہی کرو انصاف میرے ننھے برادر
اس غم کو میں کس طرح اٹھا پاؤں گی بھیّا
رو رو کے غمِ ہجر میں مر جاؤں گی بھیّا

خالی تیرا گہوارہ نظر آتا ہے جس دم
کیا ہم پہ گزرتی ہے بیاں کیسے کریں ہم
لگتا ہے مجھے ایسے گھٹا جیسے میرا دم
دل ڈوبنے لگتا ہے عجب ہوتا ہے عالم
دل یاد میں کیسے تیری بہلاؤں گی بھیّا
رو رو کے غمِ ہجر میں مر جاؤں گی بھیّا

کچھ روز سے میں دیکھتی ہوں خواب پریشاں
تنہائی میں ہو جاتی ہوں پھر اور ہراساں
ڈستے ہیں مجھے وسوسے بن کر کے ارماں
اللہ حفاظت سے رکھے تم کو میری جاں
اب صدمۂ تنہائی سے مر جاؤں گی بھیّا
رو رو کے غمِ ہجر میں مر جاؤں گی بھیّا

ماں بھائی پھوپھی باپ چچا کا نہیں سایا
ویرانیاں ایسی ہیں کہ پھٹتا ہے کلیجہ
پیتی ہوں جو پانی تو اترتا نہیں قطرہ
ہو جاتا ہے کچھ اور سوا درد گلے کا
ہے کون کسے حال یہ دکھلاؤں گی بھیّا
رو رو کے غمِ ہجر میں مر جاؤں گی بھیّا

Presented by www.ziaraat.com

دن کی نہ مجھے رات کے ہونے کی خبر ہے
ہے کرب کا عالم کہ عجب دل پہ اثر ہے
زندہ ہوں مگر لاش کے مانند بسر ہے
شاید کہ زمانے سے مرا وقت سفر ہے
مل جاؤ تو ممکن ہے کہ جی جاؤں گی بھیا
رو رو کے غم ہجر میں مر جاؤں گی بھیا

رہتی ہے ہر اک لمحہ میرے لب پہ دہائی
اب ہجر کا غم میں نہ اٹھا پاؤں گی بھائی
دل میں ہے میرے صرف یہی بات سمائی
ہو جائے گی سب کنبے سے اب میری جدائی
کیا اپنے عزیزوں سے نہ مل پاؤں گی بھیا
رو رو کے غم ہجر میں مر جاؤں گی بھیا

جب آؤ وطن لوٹ کے اے میرے برادر
آجائیو تربت پہ میری گھٹنیوں چل کر
جب ڈالو گے کچھ مٹھیاں مٹی میرے دلبر
اس وقت سکوں پائے گا اصغر دلِ خواہر
میں خلد سے مرقد میں چلی جاؤں گی بھیا
رو رو کے غم ہجر میں مر جاؤں گی بھیا

ہے اب تو انیسِ دلِ بیچارہ یہ نوحہ
تنہائی کا ساتھی میرا غمخوار یہ نوحہ
رو لیتی ہوں پڑھ پڑھ کے ہر اک بار یہ نوحہ
ہے حالتِ دل کا میرے اظہار یہ نوحہ
خط میں بھی اسی نوحے کو لکھواؤں گی بھیا
رو رو کے غم ہجر میں مر جاؤں گی بھیا

نوحہ نمبر ۸۷

آجاؤ آبھی جاؤ میرے پردیسی بیرن

آجاؤ آبھی آجاؤ۔ میرے پردیسی بیرن
اک بار فقط مل جاؤ۔ میرے پردیسی بیرن
یہ آس لگائے در پر۔ چھ ماہ تڑپ کر گزرے
شاید کہ کبھی آجاؤ۔ میرے پردیسی بیرن
ہاتھوں میں عصا کو تھامے۔ کہتی تھی یہ صغرا رو کر
ہونٹوں پہ ہے دم آجاؤ۔ میرے پردیسی بیرن
اب فرقتِ غم سہنے کی طاقت کوئی نہیں دل میں
للہ ترس کچھ کھاؤ۔ میرے پردیسی بیرن

Presented by www.ziaraat.com

دل میرا یہی کہتا ہے کہ اب مل نہ سکوں گی تم سے
آکر تو اسے سمجھاؤ۔ میرے پردیسی بیرن
مر جائے گی صغرا لے کر ملنے کی تمنا دل میں
اب اور نہیں تڑپاؤ۔ میرے پردیسی بیرن
عموں نے بھی سمجھایا تھا۔ بابا نے بھی فرمایا تھا
بلوائیں گے اب رہ جاؤ۔ میرے پردیسی بیرن
موت آتی ہے تو آجائے لیکن ہے تمنا دل میں
تم آکے مجھے دفناؤ۔ میرے پردیسی بیرن
یہ یاد ضرور رکھنا دلہن کو بھی لے کر آنا
مرقد پہ میرے جب آؤ۔ میرے پردیسی بیرن
بابا کبھی ٹالیں گے عمو جو کہیں گے ان سے
اب ان سے یہی کہلاؤ۔ میرے پردیسی بیرن
کچھ کھاتی تھی نہ کچھ پیتی تھی سوتی بھی نہ تھی روتی تھی
تھا ورد زباں گھر آؤ۔ میرے پردیسی بیرن
گریاں ہے انیس وہمدم سن کر یہ بیان صغرا
صورت تو ذرا دکھلاؤ۔ میرے پردیسی بیرن

نوحہ نمبر ۸۸

اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے

تڑپ تڑپ مر جائے گی صغرا تب اس کو بلواؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے
در پہ لگی ہیں آنکھیں میری۔ راہ تکوں دن رات اکیلی
کب تک اس بیمار کو اپنے ہجر میں تم رلواؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے
ایک تو تپ اور یہ تنہائی۔ دوسرے سب کنبے کی جدائی
منہ کو کلیجہ آنے لگا ہے کب صورت کو دکھلاؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے
کوئی خبر آئی نہیں اب تک۔ صبر کرے یہ دکھیا کب تک
جا کر یوں پردیس میں بابا فرقت میں تڑپاؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے
ایسی خبر جو مجھ کو ہوتی۔ دیس پرائے جانے نہ دیتی
جلد نہ لوٹ آؤ گے۔ وطن کو اتنی دیر لگاؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے

Presented by www.ziaraat.com

درد کلیجے میں اٹھتا ہے حلق میں پانی بھی رکتا ہے
حال ہوا یہ غم میرا دیکھ کے خود گھبراؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے

درد فرقت اور سوا ہے موت کب آئے کس کو بتائے
اپنے ہاتھوں سے مرقد میں کیا مجھے نہ دفناؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے

کرتے ہی دیدار تمہارا خود جائے گا مرض ہمارا
ہو گی شفا سینے سے بابا جب آ کر لپٹاؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے

دیکھ کے صغرا خالی سب گھر نالہ کناں تھی یوں رو رو کر
نذر کروں گی گر دیکھوں گی آؤ یا بلواؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے

بین انیس یہ کرتی تھی صغرا۔ ضبط کا اب دل میں نہیں یارا
تھک گئیں آنکھیں تک کر راہیں کب آ کر لے جاؤ گے
اے بابا کب تم گھر میں آؤ گے

نوحہ نمبر ۸۹

چالیس برس روتے نہ کیوں عابد مضطر

چالیس برس روتے نہ کیوں عابد مضطر
تا عمر سمائے رہے آنکھوں میں وہ منظر

دیکھا تھا ابھی آنکھوں سے گھر اپنا اجڑتا
بے گور و کفن لاشے شہیدوں کے زمیں پر

دعوت کوئی دیتا تو یہ فرماتے تھے سجاد
مجھ کو بلاتا ہے تو مجلس تو بپا کر

شش ماہا کہاں اور کہاں تیر سہ پہلو
بے چین کئے رہتا تھا حال علی اصغر

یہ پوچھتے تھے آتا تھا کوفے سے جو ملنے
فی النار ہوا یا نہ ہوا قاتل اصغر

پامال ہوا لاشہ عمو زاد سنا جب
صد چاک رہا غم سے سدا قلب برادر

پھرتا ہی رہا آنکھوں میں بھائی کا وہ لاشہ
برچھی تھی کلیجے میں انی سینے کے باہر

Presented by www.ziaraat.com

کیا گزری دلِ سیدِ سجّاد پہ اس دم
جب لوٹا گیا بیبیوں کا مقنع و چادر

دیکھے تھے جو عاشور کو اٹھتے ہوئے شعلے
تا عمر دھواں اٹھتا رہا آہ میں ڈھل کر

کس مرد میں ہے حوصلۂ عابدِ بیمار
ماں بہنوں کو جو دیکھ لے بلوے میں کھلے سر

گزرے تھے کہاں رنج بہت پوچھا کسی نے
الشام ہی الشام کہا سر کو جھکا کر

غش کھاتے تھے پڑتے ہی نظر کوئی ذبیحہ
نظروں میں سماجاتا تھا عاشور کا منظر

ہر ایک نفس گریہ تھا یا طاعتِ معبود
اک لمحہ کبھی راحت نہ انیسؔ آئی میسّر

نوحہ نمبر ۹۰

فضّہ اپنے حجرے میں کرتی تھی یہ آہ و بکا

فضّہ اپنے حجرے میں کرتی تھی یہ آہ و بکا
یارب تیرے بندوں نے اہلبیت پہ ظلم کیا

دریا کنارے گرمی میں ساقیِ کوثر کا کنبہ
کرب و بلا کے صحرا میں سولہ پہر لب تشنہ رہا

سینے پہ سویا چوسی زباں جس کو نبی نے بیٹا کہا
کلمہ گویوں نے اس کو قتل کیا بے جرم و خطا

میری بی بی نے جس کو چکی پیس کے پالا تھا
تیرے نبیؐ کی امت نے اس کا کیا تن سر سے جدا

ثانیٔ زہرا کی حالت دیکھ کے پھٹتا تھا سینہ
ابنِ انس نے مارا تھا شہزادے کو جب نیزہ

روزِ عاشورہ میرا نورِ بصارت کیوں نہ گیا
دیکھا تھا جب اصغر کے تیر گلے پہ لگتا ہوا

خیمے جلائے گھر لوٹا سیلیاں ماریں قید کیا
چھین لی اعدائے دیں نے شہزادی کے سر سے ردا

کتنی شقاوت سے کھینچے گوشِ بنتِ شاہِ ہدا
بچّی کے کانوں سے خوں بہتا ہوا میں نے دیکھا

ناقوں پہ محمل بھی نہ تھی اہلِ حرم تھے بے پردہ
مثلِ قیامت تھا وہ سفر کرب و بلا سے کوفے کا

ہاتھ بندھے تھے گردن پر کیسے بچائیں لال اپنا
چو نسٹھ بچے گر گر کر مرتے رہے لشکر نہ رکا

Presented by www.ziaraat.com

اپنے بچوں کے استعمال کیلئے
یہ الیکٹرانک کاپی بنائی
ہے دیگر افراد بھی استعمال
کر سکتے ہیں
طالب دعا
سید نذر عباس
28.7.2009

کب سے انیس مضطر ہے درپہ والی اے آقا
چاہیے نوحے کو جتنا اتنا سوز نہیں بخشا

انیسِ کربلا

(حصہ اول)

جناب سید شبیہ احمد صاحب انیس پہرسری

کے

معرکتہ الآرا نوحہ جات کا تاریخ ساز مجموعہ

مرتبہ :- سید حسین عباس زیدی

ناشر :- احمد بک ڈپو۔ رضویہ سوسائٹی کراچی ۱۸
قیمت ۱۴ روپے

Presented by www.ziaraat.com